

بہتر آگے

یعنی
سوانح حیات شہدائے کربلاؑ

مؤلفہ
حجۃ الاسلام علامہ الحاج سید محسن صاحب قلیب کراوی۔ پشاور

ناشران
امامیہ کتب خانہ
منگل چوہلی۔ اندرون موچیہ واڑہ لاہور

عمران کینیٹے لاہور کا مطبوعہ

ترجمہ
مولانا حکیم حافظ
سید فرمان علی صاحب
قبلہ
اعلیٰ اللہ تعالیٰ



ترجمہ کے اصل نسخہ طبع شد و لکھنؤ (ہندوستان) کے عین مطابق۔
مثالی تصحیح۔ ریڈ زبرائنٹ مطبعہ سید محمد زین۔ اعلیٰ معیار کی پختہ اور خوبصورت
جلدیں مستند آفس کے کاغذ میں دستیاب ہے، عربی موٹی فونٹ اور ترجمہ اردو میں نمایاں
حجم ایک ہزار صفحات کے دائرہ ساز $\frac{1}{2} \times 7 \frac{1}{2}$ انچ میں کتابت خوبصورت ہے

امامیہ کتب خانہ
منگل چوہلی اندرون موچیہ واڑہ لاہور

سید نور محمد اسلمی
۱۰، ۲۰، ۳۰، ۴۰، ۵۰، ۶۰، ۷۰، ۸۰، ۹۰، ۱۰۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ

دُشمنانِ چوں ریگِ صحرِ الاقعد

دوستانِ اُدھر بیزول ہم عدو (اقبال)

بہتر نامے

یعنی

تختِ اسلام کی خاطر ہر نبی کو بلا پرستے گزرنے والے آسمانِ وفا
کے بہتر نامے، اٹھارہویں باب، اور حضرت امام حسین کے مختصر حالات

مؤلفین

سرکارِ نظرِ العلماء حضرت مولانا الحاج سید محمد حسین صاحب قلیہ کراری
واجظ مدرسہ الوداعین گنوبہ خطیب شہسوار مع سید شاد اور ناظم اعلیٰ آل پاکستان
شعبہ مجلس علماء

ناشران

امامیہ کتب خانہ منغل جوبلی۔ اندرونِ ممبئی دروازہ

لاہور

شائع ہوئی

جامعہ اسلامیہ طبع جسرہ کے عظیم فرزند مولانا تیسیم الحسن کراچی کا
ایک اور شاہکار

نصِ خلافت

اس موضوع پر پہلی کتاب ہے جو نہایت مختصر اور جامع لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کو مناظرے کی چغلی سے دُور رکھا گیا ہے۔ اس میں واقعاتی حقائق سے بحث کی گئی ہے اور ایسا انداز اختیار کیا گیا ہے کہ ایک ایسی ہی پڑھنے والا نہایت آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ جائے کہ جو مسلمان خلافت بلا فصل کا تامل نہیں وہ جنت میں نہ جا سکے گا۔ اس میں آیہ فاذا فرغت فانصب کی ایسی تفسیر کی گئی ہے جو کبھی کسی نے اس سے قبل نہیں کی تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعد رسول میں اور لگے بعد تمام اصحاب ہمارے و انصار شیعہ تھے۔ اس میں نبواتِ شیعہ سے بھی مکمل بحث کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے وقتِ شیعہ جسرہ کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔ آخر کتاب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم الشان خطبہ مع ترجمہ شامل کیا گیا ہے جو حضور نے خبرِ غم کے تاریخی اجتماع میں فرمایا تھا۔ یہ مختصر کتاب حضرت اہلسنت کی ۱۸۲ کتابوں سے لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب تیار ہو کر آچکی ہے۔ سائز ۲۰x۳۳ کتابت عمدہ۔ طباعت آکٹ۔ کاغذ عمدہ۔ ٹائٹل رنگین پیرید مناسب۔

ملنے کا پتہ

آنامیہ کتب خانہ مغل جوہلی اندرون موجی دواڑہ
لاہور

بہتر تارے

۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیشکش

مصنف مولانا تیسیم الحسن کراچی

دل کی آواز

میں اپنی اس حقیر تالیف کو
سید الشہداء کی دکھیاہین شریکۃ الحسین
ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا
کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں

حدیثِ عشق دو باب است کر بلا و دمشق
یکے حسین رقم کر دو دیگرے زینب
خلافت
تیسیم الحسن

پیش گفت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

جنگِ کربلا میں حسینؑ و فداواروں کی جہاں نشاری

مجاہد فی سبیل اللہ ایسے کم نظر آئے
قیامت ہوتی ہے ان کا اک ٹھٹھی شوق سہلو میں

حضرت پیغمبر اسلام کے دمِ دلہیں کے واقعات، امیر المومنینؑ کے حالات اور امام حسنؑ کی بے بسی اور ان کی شہادت امام حسینؑ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے یہی وجہ تھی کہ بھائی کے بعد آپ نے خاموشی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ امور سلطنت میں دخل دینا تو درکنار معمولی معمولی معاملات میں بھی آپ دلچسپی لینے سے احتراز کرتے تھے۔ امیر معاویہؓ جب ایک ہزار کا لشکر لے کر زیدؑ کی سلطنت کی راہ ہموار کرنے کے لئے نکلے تھے۔ اور مدینہ پہنچ کر امام حسینؑ سے ملے تھے تو آپ نے سوال بیعت کے جواب میں فرمایا تھا کہ مجھے زید سے کوئی دلچسپی نہیں

بہتر تارے سے مراد آسمان و فضا کے وہ بہتر ستارے یعنی جہاں نشانِ حسینؑ ہیں جو آفتاب امامت حضرت امام حسینؑ اور اٹھارہ بنی ہاشم کے ہمراہ زمینِ کربلا پر مٹی میں ملا دیئے گئے، انھیں سید الشہداء حضرت امام حسینؑ اور افضل الشہداء حضرت عباسؑ وغیرہ جہاں کی طرح ایوم عاشورا شہید کیا گیا۔ ان کے سر کاٹے گئے اور ان کی لاشوں پر ٹھوٹے دوڑائے گئے۔ فقام اور جبار العیون میں ہے کہ کربلا میں زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ حسن مثنیٰ اور مرتضیٰ ابن قاسم اسدی اور عقبہ ابن سمان غلام جناب بابا کے علاوہ کوئی نہیں بچا۔ ان شہداء کی زندگی بظاہر ختم ہو گئی۔ لیکن اللہ سے افضل خداوندی ان کا خون خاکِ شفا میں مل کر سجدہ گاہِ خلافت بنا، انھیں حیاتِ جاودانی عطا ہوئی اور ان کی تدفین میں شرکت کے لئے حضرت سرور کائنات صلعم جنت سے تشریف لائے۔ (رباعیتیں)

میں نے اس کتاب میں کربلا کے شہداء کا ذکر کیا ہے۔ یعنی سید الشہداء حضرت امام حسینؑ علیہ السلام، اٹھارہ بنی ہاشم اور ان کے بہتر جہاں نشاؤں کے مختصر حالات قلمبند کئے ہیں اور ترتیب شہادت کے اعتبار و لحاظ سے اصحاب اعرار، پھر حضرت سید الشہداء کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب کے اختتام پر ان شہداء کے اسماء کی ایک فہرست بھی بحوالہ کتب درج کر دی ہے جن کے تذکرے بعض کتابوں میں ملتے ہیں۔

سید نجم الحسن کراروی
کوچہ مولانا صاحب پشاور ڈی

اور ساتھ ہی اُس کے کیر بچہ کا حوالہ بھی دیا تھا۔

رجب ۴۰ھ میں جب معاویہ نے انتقال کیا اور یزید تخت نشین ہوا تو اُس نے سب سے پہلے امام حسینؑ سے بیعت لینے کی سعی کی۔ لیکن دنیائے اسلام کی وہ سب سے عظیم شخصیت جس نے اُس کے باپ کی بیعت نہ کی ہو، بھلا وہ بدکردار بیٹے کی بیعت کیا کرتی۔ انہر آپ نے ولید بن عقبہ والی مدینہ کے اس کہنے کا جواب کہ ”مجھے یزید نے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے بیعت لے لوں۔“ نفی میں دے دیا اور فرمایا کہ میرے لئے یزید کی بیعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے بعد آپ نے کمال تدبیر کی وجہ سے ترک وطن کا فیصلہ کر لیا۔ اور آپ ۲۸ رجب کو اپنے بال بچوں سمیت مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ جا پہنچے۔ پورے چار ماہ اور چند یوم مکہ میں قیام پذیر رہنے کے بعد اُسے مدینہ کی طرح مقام خوف جان کو تحفظ حرمت کعبہ کے پیش نظر اہل کوفہ کی دعوت کے ہمارے ۸ رذی الحجہ کو وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں بتعام شراف آپ کی پیش قدمی کو روکنے، نیز آپ کی گرفتاری اور نظر بندی کے لئے ایک ہزار کا لشکر آگیا، جس کا سپہ سالار حضرت ابن یزید ریاحی تھا۔

ترک کا لشکر آپ کو گمیرے میں لئے ہوئے جا رہا تھا کہ ہرم اللہم کو کربلا میں مودود ہوا۔ آپ نے حُر کی مشاکے مطابق ہرے سے کربلا دور اپنے غمے نصب کر لئے۔

سہر محرم سے لشکر کی آمد کا تانا باننا بندھا اور یوم عاشورہ تک ہزاروں کی فوج آگئی۔ ساتریں سے پانی بند ہوا، اور دسویں کو ارضِ نحوست کے خونخواروں کی وجہ سے آسمانِ وفا کے ”پتھر تارے“ اور ہر رخ رسالت کے متعدد شمس و قمر اور ماہ پارے خاک میں مل گئے۔

مؤمنین کا بیان ہے کہ جب صبح عاشورہ نمایاں ہوئی تو مرکارید الشہداء اپنے اصحاب کے ساتھ نماز کے لئے آمادہ ہوئے، پانی نہیں تھا۔ تم کبہ امام حسینؑ ایک خاص مؤذن رکھتے تھے جس کا نام عجاج ابن مسوق تھا جو ان شہداء میں سے ایک ہے۔ ہمیشہ وہی اذان کہا کرتے تھے، لیکن آج حضرت نے اپنے فرزند ارجمند شہید پیغمبر حضرت علی اکبرؑ سے فرمایا کہ بیٹا! آج تم اذان کہو، حضرت علی اکبرؑ نے اذان کہی۔ حضرت نے نماز ادا کی۔ تمام اصحاب نے حضور کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ امام حسینؑ نے نماز کے بعد اصحاب اور اہل بیت کے مردوں سے خطاب فرمایا۔ ”اشھد ان تقتل کلنا الا علیؑ میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ زین العابدین کے علاوہ ہم سب آج شہید ہو جائیں گے۔ جو نبی ان حضرات نے سرکار ید الشہداء سے اس خوش خبری کو سنا، تمام نے مسرت اور خوشی کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض اسی خوشی میں ایک دوسرے سے مذاق کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یہ مذاق کا وقت نہیں۔ دوسرے نے جواب دیا۔ مذاق کی قسم میں نے ذنگی بھر کبھی مذاق نہیں کیا اور نہ میں مذاق کو پسند کرتا ہوں۔ لیکن آج تو انتہائی خوشی کا دن ہے، ان کی رفعت

دوسری طرف طلوع صبح سے پہلے عمر بن سعد لعین نے لشکر کی صف آرائی کی۔ بحر المصائب کی روایت کے مطابق لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار اور ایک قول کے مطابق ایک لاکھ۔ اور دوسرے قول کے مطابق اسی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے تھے۔ ان اختلافات روایات میں لشکر پیادگی کی کم از کم تعداد بیس ہزار تھی۔ سب صفیں ہاندھ کر کھڑے ہو گئے۔ لشکر کا کمانڈر انچیف خود عمر سعد تھا۔ ٹپٹی کمانڈر انچیف اس کا بیٹا تھا۔ میمنہ کا سردار عمر بن حجاج اور میسرہ کا سردار شمر ابن ذی الجوشن۔ تیر اندازوں کا سردار محمد ابن اشعث تھا۔ یہ جم غفیر امام مظلوم کے خلاف صف آرا ہوا۔

سرکار سید الشہداء نے بھی صف آرائی کی، زیادہ سے زیادہ لشکر کی تعداد ۱۴۵ اور بروایت ۱۹۲ اور کم سے کم ۷۲ تھی۔ بیالیس پیادے اور بیس سوار۔ میمنہ کے سردار حبیب ابن مظاہر اور میسرہ کے زبیر ابن العقیل ایک علم حضرت حبیب ابن مظاہر کے ہاتھوں میں تھا۔ اور روایت سب سے بڑا علم حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے دست مبارک میں تھا۔ ہاندھ کر کھڑے ہو گئے۔ کتاب البلدان ابن فقیہ طبع ایران کے صفحہ ۷۲ میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ۷۲ میں سے ۴۰ کوئی تھے۔ کتاب نزول لعین علامہ ابوالاسحاق اسفرائینی میں ہے کہ لشکر مخالفت میں چالیس ہزار کوئی تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد لشکر ابن سعد میں جنگ کا نکل بھا اور ٹپٹی دل فرخ نے شاہ کم سپاہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ تیروں کی ایسی بارش ہوئی کہ جس نے امام مظلوم کے تقریباً تمام مہیاہدوں کو زخمی کر دیا اور تیس ہرولتے بیالیس بہادر تو اسی وقت جہاں بحق تسلیم ہو گئے۔ اس جنگ کو تاریخ نے "جنگ منلوبہ کا نام دیا ہے۔

پھر اس کے بعد انفرادی نبرد آزمانی کا سلسلہ شروع ہوا، اور کسی کسی موقع پر اجتماعی کیفیت بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ یہ سلسلہ جنگ عصر کے بعد تک جاری رہا اور پختن پاک کے خاتمہ پر جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ علامہ اربلی کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی جنگ آخر تیس ہزار دشمنوں سے تھی۔ جنگام عصر جب امام حسین کے لڑنے کی باری آئی تو اس وقت تیس ہزار دشمن باقی رہ گئے تھے جنہوں نے بل کر امام حسین علیہ السلام کو قتل کر کے پختن کا خاتمہ کیا۔ جنگ کے اختتام پذیر ہوتے ہی خمیوں میں آگ لگا دی گئی۔ پیلوں کے سروں سے چادریں پھین لی گئیں۔ شہداء کے سر تن سے جدا کئے گئے اور لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے۔

گیارہ عترت المحرم کو خمدات عصمت و طہارت کو ناقوں کی پشت پر ہنہ پر سوار کر کے کوفہ پہنچا دیا گیا۔ پھر وہاں سے ایک ہفتہ بعد شام لے جایا گیا۔ کوفہ و شام کے درباروں میں ہر ممکن توہین کی گئی اور شام کے قید خانہ میں ایک سال قید رکھنے کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ ۴۰ ہنہ ۶۲ ہجری کو یہ قافلہ کربلا واپس پہنچا۔ پھر وہاں سے ۸ ربیع الاول

۶۳ ہجری کو مدینہ منورہ پہنچا دیا گیا۔ بائیں ہاتھ کے مدینہ نے ان مفاداتِ عصمت کا استقبال آہ و زاری اور فریاد و فغان سے کیا۔ پندرہ شبانہ روز کسی نے اپنے گھر میں پوچھا نہیں جلایا۔ بالآخر ۶۳-۶۴ ہجری میں سب نے متفقہ طور پر یزید کی حکومت سے بغاوت کر دی۔ جس کے نتیجہ میں تین یوم کے لئے حرمتِ مدینہ آزاد کر دی گئی۔ اور تین شبانہ روز اصحابِ رسولؐ، حفاظِ قرآن کے قتل اور عوراتِ مدینہ کی عصمتِ دری کا سلسلہ جاری رہا۔ مسجدِ نبویؐ میں گھوڑے بندھوائے گئے۔ منبرِ رسولؐ کے ساتھ غلط سلوک کیا گیا۔ تاریخِ یزید کے اس انسانیت سوز کردار کو واقعہ حرہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اس کے بعد حضرت مختارؓ بن عییدہ ثقفی نے ۶۵ ہجری میں شہدائے کربلا کا بدلہ لینے کا عزم بالجزم کیا، اور قاتلینِ امام حسینؑ کو کفر و کردار تک پہنچایا۔ لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ شہدائے کربلا کا خون پہا اُس وقت تک کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ جب تک ۳۳ ہجری سے لے کر قیامت کی آخری شام تک ایسے پیدا ہونے والوں کے ساتھ جو یزید کے فعل پر راضی ہوں، وہی سلوک نہ کیا جائے جو مختارؓ آلِ محمدؐ نے عمر سعد وغیرہ کے ساتھ کیا ہے۔

(لوٹ) کارنامہ مختار کے لئے ملاحظہ کتاب "مختار آلِ محمد"

مولفہ حقیرہ مطبوعہ لاہور۔

(۱)

حضرت ابن یزید التیمی

آپ کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت ابن یزید ابن ناجیہ ابن قنصب بن عتاب بن صرمی ابن ریاح بن یزید بن خنظلہ بن مالک بن زید مناہ ابن تیمم الیربوعی التیمی تھا۔

آپ اپنے ہر مہمِ حیات میں شریف قوم تھے۔ آپ کے باپ دادا کی شرافتِ مسلمات سے تھی۔ پیغمبرِ اسلام کے مشہور صحابی زید بن عمر بن قیس بن عتب بن حاض کے نام سے مشہور تھے اور شامی میں باکمال مانے جاتے تھے وہ آپ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے خاندان کے چشمِ دجرا تھے۔

حضرت حضرت کا شمار کوفہ کے رؤسا میں تھا۔ ابن زیاد نے جب آپ کو ایک ہزار کے لشکر سمیت امام حسینؑ سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا تھا، اُس وقت آپ کو ایک غیبی فرشتے نے جنت کی بشارت دی تھی۔ جناب حضرت کا لشکر میدانِ مارتا ہوا جب مقام "شراف" پر پہنچا اور امام حسین کے قافلہ کو دیکھ کر دوڑا تو تمازت آفتاب اور ماستہ کی دوش نے پیاس سے بے حال کر دیا تھا۔ مولانا خدمت میں پہنچ کر جناب حضرت نے پانی کا سوال کیا۔ ساتی کوڑکے فرزند نے سیرابی کا حکم دے کر آنے کی عرض پوچھی۔ انھوں نے عرض کی، مولا! آپ کی پیش قدمی روکنے اور

آپ کا محاصرہ کرنے کے لئے ہم بھیجے گئے ہیں۔ پانی پلانے سے فراغت کے بعد امام حسینؑ نے نمازِ ظہر ادا فرمائی۔ حضرت نے بھی ساتھ ہی نماز پڑھی۔ پھر نمازِ عصر پڑھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوچ کر دیا۔ حضرت اپنے لشکر سمیت قافلہ حسینی سے قدم ملائے ہمٹے چل رہے تھے۔ اور کسی کسی مقام پر حضرت کی خدمت میں موت کا حوالہ دیتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ یزید کی بیعت کر کے اپنے کو ہلاکت سے بچا لیجئے۔ آپ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے تھے: "حق پر جان دینا ہماری عادت ہے" راستہ میں بمقام حللیب طرماع ابن عدی اپنے چار ساتھیوں سمیت امام حسین علیہ السلام سے آئے۔ حضرت نے کہا یہ آپ کے ہمراہی نہیں ہیں اس وقت کوفہ سے آرہے ہیں۔ میں انھیں آپ کے ہمراہ نہ رہنے دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے معاہدہ سے ہٹ رہے ہو۔ سنو! اگر تم نے اپنے معاہدہ کے خلاف ابن زیاد کے حکم پہنچنے سے پہلے ہم سے کوئی مزاحمت کی، تو پھر ہم تم سے جنگ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت خاموش ہو گئے اور قافلہ آگے بڑھ گیا۔ قصر بنی مقاتل پر مالک ابن نصر نامی ایک شخص نے حضرت کو ابن زیاد کا حکم نامہ دیا، جس میں مرقوم تھا کہ جس جگہ میرے خط نہیں ملے اسی مقام پر امام حسین علیہ السلام کو ٹھہرا دینا، اور اس امر کا خاص خیال رکھنا کہ جہاں وہ ٹھہریں وہاں پانی اور سبزی کا نام و نشان تک نہ ہو۔ اس حکم کو پاتے ہی حضرت نے آپ کو روکنا چاہا۔ آپ طرماع بن عدی کے مشورے سے آگے بڑھے اور ۲۴ فرم الحرام یوم پنجشنبہ تمام کر بلا جا پہنچے۔

حضرت نے آپ کو بے گیاہ جنگل میں پانی سے بہت دور ٹھہرایا اور اس امر کی کوشش کی کہ حکم ابن زیاد میں فرق نہ آنے پائے بلکہ دوسری طرف تک زمین کو پلا کر حضرت راہی ابن زیاد اور ابن سعد کے ہر حکم کی تعمیل کرتے رہے اور حالات کا جائزہ دیتے رہے۔ صبح عاشور آپ اس توجہ پر پہنچے کہ جنت و دوزخ کا فیصلہ کر لینا چاہیے۔

چنانچہ آپ انتہائی تردد و فکر میں ابن سعد کے پاس گئے اور پوچھا کیا واقعی امام حسینؑ سے جنگ کی جائے!؟ ابن سعد نے جواب دیا۔ بیشک حق پھر تمہیں گے۔ سر برسوں گے اور کوئی بھی حسینؑ اور انکے ساتھیوں میں سے نہ بچے گا۔

یہ سن کر حضرت خاموشی کے ساتھ آہستہ آہستہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کی خدمت میں آپ پہنچے۔ بنی ہاشم نے استقبال کیا۔ امام حسینؑ نے سینہ سے لگایا۔ حضرت نے عرض کی مولا! خطا سٹاف۔ میرے پد نامہ مارنے آج شب کو خواب میں مجھے ہدایت کی ہے کہ میں شرفِ قدم بوسی حاصل کر کے درجہ شہادت پر فائز ہو جاؤں۔ مولا! میں نے ہی سب سے پہلے حضور کو روکا تھا۔ اب سب سے پہلے حضور

نے موزقین کا کہنا ہے کہ ابن زیاد اور عمر سعد کو حضرت پر بڑا اعتماد تھا اسی لئے سب سے پہلے انھیں کو روکا گیا تھا اور پھر یوم عاشور لشکر کی تقسیم کے موقع پر بھی انھیں لشکر کو تقاضی حصہ پر جو قبیلہ تیم و عدنان پر مشتمل تھا سردار قرار دیا تھا۔

پر قربان ہونا چاہتا ہوں۔ اذن چہا دیکھئے تاکہ گردن کشا کر بارگاہ رسالت میں سُرخو ہو سکوں۔

امام حسین علیہ السلام نے اجازت دی۔ جناب حضرت میدان میں تشریف لائے اور دشمنوں کو مخاطب کر کے کہا:-

اے دشمنانِ اسلام شرم کرو۔ اسے تم نے نواسہ رسول کو خط لکھ کر بلایا، ان کی نصرت و حمایت کا وعدہ کیا، اور خطوط میں ایسی باتیں تھرو کر کہیں کہ حضور کو شرعاً تعیل کرنا پڑی اور جب وہ تمہارے دعوت ناموں پر بھروسہ کر کے آگئے ہیں تو تم ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہے ہو۔ انھیں چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے اور ان کے لئے پانی کی بندش کر دی ہے۔ اے ظالمو! سوچو یہود و نصاریٰ پانی پی رہے ہیں اور ہر قسم کے جانور پانی میں لوٹ رہے ہیں۔ لیکن آل محمد ایک ایک قطرہ آب کے لئے ترس رہے ہیں۔ اسے تم نے محمد کی آل کے ساتھ کتنا بُرا سلوک روا رکھا ہے۔

جناب حضرت کی بات ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ تیروں کی بارش شروع ہو گئی آپ زخمی ہو کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مولا، اب آپ مجھ سے خوش ہو گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے دعا کی اور فرمایا: لے حضرت! فردا از آتش دوزخ آزاد خواہی بود۔ تو فدائے قیامت میں آتش جہنم سے آزاد ہوگا۔

اس کے بعد جناب حضرت پھر میدان میں تشریف لائے اور نہایت بے جگری سے نیر دازما ہوئے، اور آپ نے پچاس دشمنوں کو تہ تیغ کر دیا۔ دوران جنگ میں ایوب ابن مشرح نے ایک ایسا تیر مارا جو جناب حضرت کے گھوڑے کے پیٹ میں لگا اور آپ کا گھوڑا بے قابو ہو گیا۔ آپ پیادہ ہو کر لٹنے لگے۔ ناگاہ آپ کا نیزہ ٹوٹ گیا اور آپ نے تلوار سنبھال لی۔ عمار لشکر کو آپ قتل ہی کیا چاہتے تھے کہ دشمنوں نے چاروں طرف سے شدید حملہ کر دیا۔ بالآخر قسود ابن کنانہ نے سیدہ حضرت پر ایک زبردست تیر مارا جس کے صدر سے آپ زمین پر گر پڑے اور امام حسین علیہ السلام کو اولاد دی۔ مولا خیر لہے! امام حسین جناب حضرت کی آواز پر میدان جنگ میں پہنچے اور دیکھا کہ خاں تشار ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ آپ اس کے قریب گئے اور آپ نے اُن کے سر کو اپنی آغوش میں اٹھالیا۔ جناب حضرت نے آنکھیں کھول کر چہرہ امامت پر نگاہ کی اور امام حسین علیہ السلام کو بے بسی کے عالم میں چھوڑ کر جنت کا راستہ لیا۔

بیاض المشہدات میں ہے کہ آپ کو سب شہداء کی تدفین کے موقع پر بنی اسد نے امام حسین علیہ السلام سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر مغربی جانب دفن کیا تھا اور وہیں پر آپ کا روضہ بنا ہوا ہے۔

آپ کی اولاد

حضرت حضرت کے کئی اولاد تھیں۔ علی بن عمر نے کربلا میں شہادت پائی۔ حضرت کو امام حسین پر پانی بند کرنے کے لئے چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا

گیا تھا لیکن جب ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ خرامام حسین کی طرف بھگا رہا ہے تو فوراً ثلبث بن ربیعہ کو ایک لشکر گراں کے ہمراہ کربلا میں بندش آب کے لئے بھیجا اور ابن عمر بدر بھی اُسے لگوا کر فرار دیا۔

ماہیت ۱۳ میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے لشکرِ سعید سے نکل آنے کے بعد ہجرینِ حُر بھی نکل آئے اور انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت حاصل کر کے لشکرِ سعید پر حملہ کیا اور گھسان کی جنگ میں دشمنوں کو قتل کر کے شہید ہوئے۔ اُن کی شہادت کے بعد امام حسینؓ نے چاہا کہ انکی نعش اٹھائیں، مگر دشمنوں نے مزاحمت کی۔ بالآخر امام حسینؓ نے جنگ آزمانی شروع کی اور اٹھ سو دشمنوں کو قتل کر کے لاشہ ہجرینِ حُر کو خیمہ تک پہنچایا۔

عبید اللہ ابن خرامام نہیں ہے کہ اس کا شمار شجاعانِ عرب میں تھا۔ اُس نے جنگِ معین میں بہراہی معاویہ حضرت علیؓ کے لشکر سے جنگ کی تھی اور آپ کی شہادت کے بعد کوفہ میں سکونت گیر ہو گیا تھا۔ واقعہ کربلا کے موقع پر یہ بالقصد کہیں چلا گیا تھا اور اُس نے کسی کا ساتھ نہیں دیا۔ ایک دن یہ ابن زیاد سے ملنے گیا۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ تو کہاں تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں طلیل تھا۔ پھر ابن زیاد نے دریافت کیا کہ تو ہمارے دشمنوں کے ساتھ کربلا میں تھا۔ اُس نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو اُس کے کچھ اثرات ہوتے۔ یہ باتیں جو ہی رہی تھیں کہ ابن زیاد کسی اور طرف متوجہ ہو گیا۔ عبید اللہ ابن خرامام گھوڑے پر سوار ہوا کہ کسی طرف چل دیا

جب ابن زیاد نے اُسے نہ پایا تو اُسے تلاش کر آیا۔ عبید اللہ ابن خرامام کو لوگوں نے پایا اور اس سے کہا کہ پہلو ابن زیاد نے بلا پایا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ میں اپنے اختیار سے تو کسی طرح اس کے پاس نہ جاؤں گا۔ پھر اُس کے بعد وہ وہاں سے اپنے لشکر یعنی ہمراہیوں سمیت کربلا کو چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے بے پناہ گریہ کیا اور سات شعرِ دل پر مشتمل ایک مرثیہ کہہ کر اُسے کربلا میں پڑھا اور مدائن کو چلا گیا۔ اس کے مرثیہ کا ایک شعر ہے۔

ولولانی ادا سیبہ بنقی نلت کولمۃ یوم التلاق

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر میں امام حسینؓ کی آواز پر لبیک کہہ کر اُن کی مدد کئے ہوتے ہوتا تو ضرور قیامت کے دن بڑی کرامت کا مالک ہوتا۔ لیکن افسوس! میں اس شرفِ خدمت سے محروم رہا۔

حضرت حُر کی حیاتِ ابدی

جس طرح تمام شہداء زندہ ہیں، اُسی طرح حضرت حُر کی زندگی بھی مستم ہے۔ مرزا محمد جلد شکوہ ابن مرزا محمد کام بخش ابن مرزا محمد سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہِ دہلی نے اپنے رسالہ علیہ حسینؓ میں لکھا ہے کہ میں نے سنہ ۸۰۳ھ میں یہ معلوم کر کے کہ حضرت حُرؓ کے سر مبارک پر ایک ایسا رو مال بندھا ہوا ہے جو حضرت فاطمہ زہراؓ کا کاتا اور بنا ہوا ہے۔ میں نے چاہا کہ قبر کھدو کر اُسے نکال لوں۔ لیکن علماء نے بخش قبر کی اجازت نہ دی۔ میں سخت رنجیدہ تھا کہ سید مکنی ملا حسین نے مجھ

سے کہا کہ مدینہ میں ایک زید کاشمی ہیں۔ ان کے پاس حضرت سیدہ کی بیٹی ہوئی ایک چادر ہے۔ جس پر بیت سے نقوش اور حروف اُبھرے ہوئے ہیں۔ میں نے کوشش کر کے اُسے حاصل کر لیا اور اُسے سر پر باندھ کر نجات اُٹھوئی کا ذریعہ قرار دیا۔ حبیب السیر میں ہے کہ ۹۱۲ھ میں شاہ اسماعیل صفوی نے حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت عباس اور جناب حضرت کے روضوں کی تجدید و تزیین کی۔ علامہ نعمت اللہ جزائری تحریر فرماتے ہیں: ۹۱۲ھ میں شاہ عباس نے حضرت حضرت کی قبر کھدوا کر ان کی لاش مطہر سے وہ رومال کھولا جو امام حسین نے لوقت شہادت اُن کے سر پر باندھ دیا تھا۔ رومال کا کھولا جانا تھا کہ سر حضرت سے خون تازہ جاری ہو گیا۔ یہ دیکھ کر رومال فدا بندھوا دیا گیا۔

خون تازہ کا جاری ہونا شہادت دیتا ہے کہ حضرت حضرت بھی حیات ابدی کے مالک ہیں اور جس طرح تمام شہداء زندہ ہیں۔ اسی طرح یہ بھی دائمی زندگی سے بہرہ ور ہیں۔

(۱۲)

علی بن ابی ترابی

آپ حضرت محمد بن یزید التریاحی کے بیٹے تھے۔ آپ کا نام علی تھا حضرت کی شہادت کے بعد آپ کے دل میں محبت پمدی نے جوش مارا آپ کی عقل نے جذبہ شہادت کو اُبھارا۔ امام حسین کی بے بسی اور بے کسی

نے دل و دماغ میں اضطراب پیدا کر دیا، بالآخر گھوڑے کو پانی پلانے کے بہانے سے لشکر ابن سعد کو چھوڑ نکلے۔ (کاشمی)

آپ نے حضرت حضرت کے قدموں سے اپنی آنکھوں کو ملا۔ پھر اگلے بڑھے۔ اور امام علیہ السلام کے قدم بوس ہوئے۔ امام مظلوم نے ہمازت دی اور آپ میدان میں نبرد آزما ہوئے۔ آپ نے ایسی جنگ لڑی کہ دشمن حیران رہ گئے۔ بالآخر آپ دشمنوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔

(۱۳)

نعیم بن العجلان الانصاری

آپ قبیلہ خزرج کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے دو بھائی اور تھے۔ آپ کا نام نصر اور دوسرے کا نعمان تھا۔ یہ تینوں بھائی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب ہیں تھے۔ ان لوگوں نے جنگ صفین میں بڑی شہادت کا ثبوت دیا تھا۔ شجاعت ان کے گھر کی لونڈی بھی۔ یہ شاعر تھے۔ نصر اور نعمان واقعہ کربلا سے پہلے وفات پا چکے تھے اور نعیم کربلا میں شریک ہوئے۔

نعیم کا شمار حسینی وفاداروں میں تھا۔ آپ کو جب پتہ چلا کہ فرزند امام حسین علیہ السلام عازم عراق ہیں تو آپ کو ذرے سے نکل کر شہادت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عاشورہ کے دن پہلے حملہ میں شریک ہو گئے۔

عمران بن کعب الشحجی

آپ کا پورا نام عمران بن کعب ابن حارث الشحجی تھا۔ آپ نہایت شجاع اور بے انتہا دین دار تھے۔ آپ نے امام حسینؑ کا جس وقت سے ساتھ اختیار کیا ہے آخر دم تک اُسی پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے صبح عاشورہ جنگ مغلوبہ میں جاہم شہادت نوش فرمایا۔

حظله ابن عمر الشیبانی

آپ امام حسین علیہ السلام کے وفاداروں میں تھے۔ امام حسین پر قربان ہونے کو تیار رہتے تھے۔ آل محمدؑ کی خدمت میں جان قربان کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ صبح عاشورہ جو دشمن کی طرف سے قیامت خیز حملہ ہوا تھا۔ جناب حظله اسی میں شہید ہو گئے تھے۔

قاسط بن زبیر التغلبی

آپ کا پورا نام قاسط بن زبیر بن حرث تغلبی ہے۔ آپ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کی بہادری کے کارندے مشہور ہیں

کعب جمل و صغین اور نہروان میں آپ نے پوری جان بازی کی ہے اور بڑی بے جگری سے لڑے ہیں۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا کہ فرزند رسول امام حسین علیہ السلام کربلا میں پہنچ گئے ہیں تو آپ رات کے وقت کوفہ سے روانہ ہو کر وارد کربلا ہوئے اور آپ نے صبح عاشورہ امام حسین علیہ السلام کی جان دے دی۔

کردوس بن زبیر التغلبی

آپ کا نام کردوس بن زبیر حرث تغلبی تھا۔ آپ کو کربلا میں کعب بن قاسط بن زبیر کے حقیقی بھائی تھے اور اصحاب امیر المومنینؑ میں شمار تھا۔ آپ کے ایک بھائی اور تھے جن کا نام مسقط بن زبیر ہے یہ بھی صحابی امیر المومنینؑ تھے۔ ایک روایت کی بناء پر یہ منزل بھائی کے ساتھ بوقت شب کربلا پہنچے تھے اور یوم عاشورہ ایک ہی ساتھ ہوئے۔

کنانہ بن عتیق التغلبی

آپ کوفہ کے مشہور پہلوانوں میں تھے۔ نیرو آذمانی آپ کا وطن تھا بڑی بے لڑتے تھے۔ آپ عبادت گزاروں میں بھی بے نظیر تھے۔ قرأت

قرآن میں بھی خاص شہرت کے مالک تھے۔ کہ بلا میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر یوم عاشورا شہید ہوئے۔

(۹)

عمر بن صبیقہ لضعبی

آپ کا پورا نام عمر بن صبیقہ ابن قیس بن ثعلبہ الضعبی تھا۔ آپ نہایت شجاع اور عظیم شہسوار تھے۔ ابن سعد کی کوششوں سے امام حسینؑ کے مقابلہ کے لئے کوفہ سے کہلا آئے تھے۔ لیکن صحیح حالات سے باخبر ہونے کے بعد آپ نے مقصد ابن سعد و ابن زیاد پر لعنت کر دی اور لشکر کو خیر باد کہہ کر امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور صبح عاشورا شہید ہو کر راہی جنت ہوئے۔

(۱۰)

ضرغامہ ابن مالک تغلبی

آپ کا نام اسحاق اور لقب ضرغامہ تھا۔ آپ امیر المؤمنینؑ کے مشہور جانبدار صحابی حضرت مالکؑ اشتر کے بیٹے اور ابراہیمؑ بن مالک کے بھائی تھے۔ آپ نہایت شجاع اور بہادری تھے اور حبیباً کہ نام سے ظاہر ہے۔ شیراز کی طرح دلیر تھے۔ آپ مذہباً و عقیدتاً شیعہ تھے۔ آپ نے کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ کے ہاتھوں پر امام حسینؑ کی بیعت کی تھی۔ شہادت

مسلم کے بعد لشکر ابن زیاد کے ساتھ کہلا میں پہنچ کر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یوم عاشورا جام شہادت نوش فرما کر راہی جنت ہوئے۔ فاضل در بندی کا کہنا ہے کہ آپ پانچ سو سواروں کو قتل کے شہید ہوئے ہیں۔

(۱۱)

عامر بن مسلم العبدی

آپ حضرت امیر المؤمنینؑ علیہ السلام کے شیخ اور بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا پورا نام عامر بن مسلم عبدی المطری تھا۔ آپ کو مظلّم میں امام حسینؑ کے ساتھ ہو گئے تھے اور تادم آخر ساتھ ہی رہے۔ آپ کے ہمراہ آپ کا غلام سالم بھی تھا۔ زیارت ناہید کی بنا پر سالم بھی آپ ہی کے ہمراہ عاشورا کے دن شہید ہوا۔

(۱۲)

سیف ابن مالک العبدی

آپ کا پورا نام سیف ابن مالک العبدی النیری البصری تھا۔ آپ حضرت علیؑ علیہ السلام کے خاص شیخوں میں سے تھے۔ امام حسینؑ کی خدمت کے لئے ماریہ کے مکان میں جو خفیہ اجتماع ہوا کرتا تھا، اس میں آپ بھی شامل ہوا کرتے تھے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں امام حسینؑ کی معیت اختیار کی تھی۔

اور آپ تادم آفر ساتھ رہے، تا اینکه یوم عاشورا شہید ہو گئے۔

(۱۳)

عبد الرحمن الارجمی

آپ مشہور تابعی اور بڑے شجاع و بہادر تھے۔ آپ قبیلہ بنو جعدان کی شاخ بنو ارجب کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا پورا نام عبد الرحمن بن عبد اللہ الکندان بن ارجب بن دعام بن مالک بن معاویہ بن صعصعہ بن رومان ابن کبیر الہمدانی الارجمی تھا۔ آپ ان وفد کے ایک ممبر تھے جو امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرضیاں لے کر کوفہ سے مکہ منظرہ گئے تھے۔ پہلے وفد میں عبد اللہ ابن سبغ اور عبد اللہ مال تھے، اور دوسرے میں قیس اور یہی عبد الرحمن گئے تھے۔ ان کے ہمراہ پچاس عرضیاں تھیں۔ یہ وفد ۱۲ راجہ صیام کو مکہ منظرہ پہنچا تھا۔

مذہبین کا کہنا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے مسلم بن عقیل کو بتقد کوفہ روانہ کیا تھا تو ان کے ہمراہ انھیں عبد الرحمن کو بھی قیس اور عمار کے ساتھ کر دیا تھا۔

عبد الرحمن حضرت مسلم کو کوفہ پہنچا کر پھر واپس مکہ منظرہ پہنچے اور امام حسین کی مستقل معیت اختیار کر لی، اور حضرت کے ساتھ ساتھ کر بلا آئے، اور یوم عاشورا شہید ہوئے۔

(۱۴)

محمد بن عبد اللہ العاندی

آپ کا پورا نام محمد بن عبد اللہ بن محمد بن مالک ابن ایاس ابن عبد مناف ابن عبد اللہ ابن سعد العشرہ المذحجی العاندی تھا۔ آپ قبیلہ مذحج کے ایک کاہن یا فرد تھے۔ آپ کے والد عبد اللہ ابن محمد صحابی رسول تھے اور جوہر مسالت میں اچھی حیثیت کے مالک تھے۔ لوگوں کی نگاہ میں آپ کی ہی عورت تھی۔

خود محمد کا شمار تابعین میں تھا اور آپ کو امیر المؤمنین کے صحابی ہونے شرف حاصل تھا۔ مقام مدینہ ہجرات میں جن لوگوں کو حضرت نے امام حسین کے ساتھ ہونے سے روکا تھا۔ ان میں آپ بھی تھے۔ آپ ہی سے امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کے حالات مدینہ میں دریافت فرمائے تھے اور یہی عبد اللہ نے عرض کی تھی کہ مولا! کوفہ کے جتنے رئیس و سردار ہیں ان کو اپنی زیادتیوں سے ڈرا ڈھمکا کر اور رو پیہر دے کر آپ کے خلاف کرنا ہے۔ سب آپ سے لڑنے کو تیار ہیں۔ ادا سے مولا! یہی حال فرمایا ہے۔ ان کے دل اگرچہ آپ کے ساتھ ہیں۔ لیکن ان کی تلواریں آپ کی تلوار میں نہیں ہیں۔ پھر آپ نے اپنے قاصد قیس ابن مہر کے متعلق فرمایا کہ اہل کوفہ کے نام ان کے ذریعہ سے آخری خط ارسال کیا ہے۔ ان کا بیدہ ہو کر جواب دیا۔ مولا! انھیں صحابین بن غیر نے گرفتار کر کے

ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا تھا اور وہ حکم ابن زیاد سے شہید کر دینے لگے تھے۔

الغرض جناب مجیح بن عبداللہ امام حسینؑ کے ساتھ رہے اور یوم عاشورا جنگِ منلوبہ میں شہید ہو گئے۔ بعض روایات کی بناء پر آپ کے بیٹے مانڈ بن مجیح بھی آپ کے ہمراہ آئے تھے اور آپ ہی کے ساتھ شہید ہوئے۔ میری تحقیق کے مطابق مجیح اہل ان کے چند ساتھی مثلاً عمر بن خالد بن جناد وغیرہ اُس وقت کوفہ سے نکل کر کربلا پہنچے تھے۔ جب جنابِ مسلم کو شہید کر دیا گیا تھا۔

(۱۵)

حیان بن حارث السلمانی

آپ قبیلہ ازد کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے دل میں آلِ محمدؐ کی محبت کا عظیم الشان سمندر موجزن تھا۔ امام حسین علیہ السلام کی خدمت کو اپنا فریضہ جانتے تھے۔ جس وقت سے آپ امام حسین کی خدمت میں پہنچے ہیں انہوں کی طرح خدمت گزار کر رہے اور فریضہ بہر موقع پر اپنا فریضہ خدمت ادا کیا۔ یوم عاشورا جنگِ منلوبہ میں شہید ہوئے۔

(۱۶)

عمرو بن عبداللہ الجندی

آپ کا پورا نام عمرو بن عبداللہ الہمدانی الجندی تھا۔ جندع، قبائل ہمدان

میں ایک قبیلہ کا نام ہے۔ آپ امام حسین علیہ السلام سے کربلا میں ملے تھے۔ اور جب سے حاضر خدمت ہوئے تھے، ہر قسم کی خدمت کرتے رہے۔ اور یوم عاشورا جنگِ منلوبہ میں شہید ہوئے۔ سپہرگاشانی، علامہ مجلسی اور فاضل اربلیؒ نے لکھا ہے کہ آپ جنگِ منلوبہ میں شہید ہوئے ہیں۔ لیکن علامہ سہاوی کا بیان ہے کہ آپ جنگ کرتے کرتے شہید ہوئے ہیں اور آپ پر زیارتِ ناحیہ میں ورد آگین الفاظ کے ساتھ سلام کیا گیا ہے۔

(۱۷)

علاؤ بن عمر الراسی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور قبیلہ ازد کی راسب شام کی یادگار تھے۔ امیر المؤمنین کے اصحاب میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ کوفہ سے عمر سعد کے لشکر میں ہو کر کربلا پہنچے تھے۔ اور ابن سعد کے لشکر والوں کے ساتھ ہی تھے۔ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ امام حسین سے صلح نہ ہو سکے گی تو آپ نے کوفہ کے وقت پر شہیدگی کے ساتھ امام حسین سے آئے اور یوم عاشورا میں شہید ہو گئے۔

(۱۸)

نعمان بن عمر الراسی

آپ بھی قبیلہ ازد کے چشم و چراغ تھے۔ آپ علاؤ ازدی کے حقیقی

بھائی اور امام حسین علیہ السلام کے جاں نثار تھے۔ آپ کو بھی امیر المومنینؑ کے اصحاب میں ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ابن سعد کے لشکر کے ساتھ کربلا میں اگر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صبح عاشور شہید ہو کر سعادتِ ابدی کے مالک بن گئے۔

(۱۹)

سوار ابن ابی عمیر الجہدانی

آپ کا پورا نام سوار بن نعم جالس بن ابی عمیر بن نہم الجہدانی البہمی ہے۔ آپ ہمدان کے رہنے والے تھے۔ عاشور کے پہلے دوسری اوردیوں کے اندر کسی تاریخ کو کربلا پہنچے تھے۔ آپ کے نام کے ساتھ لفظ ”نبی“ اپنے دادا کی طرف انتساب کی وجہ سے لگا ہوا ہے۔ بعض علماء نے نبی کو نبی تحریر فرمایا ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ غلط ہے۔ آپ نے ہم حاضر پہلے حملہ میں جام شہادت نوش فرمایا ہے۔

آپ کے متعلق بعض کتب میں ہے کہ آپ جب حملہ اولیٰ میں زخمی ہو کر گئے تو سوار کی قوم کے لوگوں نے انہیں اٹھایا اور ابن سعد سے عبادت کے بعد چھ ماہ اپنے پاس رکھا۔ بالآخر آپ نے شہادت پائی۔

(۲۰)

عمار ابن سلامۃ الدلانی

آپ قبائل ہمدان سے قبیلہ بنی مالک کے ایک معزز فرد ہیں۔ آپ

کا پورا نام عمار بن سلام بن جمدان بن عمران ابن راس ابن دالان ابو سلامہ الدلانی تھا۔ آپ کو حضور رسولؐ کریم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ علامہ سہادی کا بیان ہے کہ آپ امیر المومنینؑ کے اصحاب میں تھے جنگ جمل و صفین اور ہندقان میں حضرت کے ساتھ تھے۔ بصرہ کی طرف جنگ کے ارادہ سے روانہ ہوتے وقت منزل ذی وقار پر انہیں ابو سلامہ دالانی نے حضرت علیؑ سے پوچھا تھا کہ بصرہ پہنچ کر آپ کا کیا فیصلہ عمل ہوگا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں قبلیخ کروں گا۔ اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دوں گا۔ اگر نہ مانے تو پھر لڑوں گا۔ اس کے جواب میں دالانی نے کہا تھا کہ حضور ضرور غالب آئیں گے، کیونکہ خدا کی طرف بلائے والا کبھی شکست یافتہ نہیں جوتا۔

الغرض یہ ابو سلامہ عمار دالانی بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ آلِ محمدؐ کے ساتھ دینا اپنا فریضہ جانتے تھے۔ آپ امام حسینؑ کی خدمت میں بمقامِ عمار حاضر ہوئے اور صبح عاشور شہید ہو گئے۔

(۲۱)

زاہر بن عمر الکندی

آپ جناب عمر بن الحسن امیر المومنینؑ کے مشہور صحابی کے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ زیاد ابن ابیہ اور عمر بن الحسنؑ میں حضرت کے بارے میں سخت اختلاف ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں اُس نے آپ کو

معاویہ کے حوالہ کر دیا۔ اور اُس نے انہیں قتل کرا دیا۔ جب آپ معاویہ کے پاس پہنچے تھے، آپ کے ہمراہ یہ زاہر کندی بھی تھے۔ معاویہ نے انہیں قتل نہیں کیا۔

آپ آل محمد کی محبت میں نہایت شہرت رکھتے تھے۔ ایک ذہرست پہلوان اور تختہ کار بہادر کی حیثیت سے مشہور تھے۔ سنہ ہجری میں آپ راج کے لئے مکہ معظمہ پہنچے، اور امام حسینؑ کے ہمراہ کر بلا آئے آپ کے پوتوں میں محمد بن سنان، امام رضا، اور امام محمد تقی علیہم السلام سے احادیث کے راوی گزرے ہیں۔ محمد ابن سنان کی وفات سنہ ہجری میں ہوئی ہے۔

زاہر کندی مکہ سے کر بلا تک امام حسینؑ کی خدمت کرتے رہے اور صبح عاشورہ حملہ اولیٰ میں شہید ہو گئے۔

۲۲

چبلہ ابن علی الشیبانی

آپ کوفہ کے مشہور بہادروں میں سے تھے۔ حضرت مسلم بن عقیلؑ کے کوفہ پہنچنے کے بعد ان کے ساتھ ہو گئے، اور نہایت دلیری سے آپ کا ساتھ دیتے رہے۔ حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد آپ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یوم عاشورہ حملہ اولیٰ میں شرف شہادت سے مشرف ہو گئے۔

۲۳

مسعود بن حجاج الہمی

آپ امیر المؤمنینؑ کے خاص شیعوں میں تھے اور نہایت ہی شہادت اور تھے۔ عمر ابن سعد کے ہمراہ کوفہ سے کر بلا پہنچے۔ اور یوم عاشورہ پہلے ابن سعد کی طرف سے نکل کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، اور یوم عاشورہ حملہ اولیٰ میں شہید ہو کر سعادت ابدی کے دار میں گئے۔ علمائے کھابے کہ آپ کے ہمراہ آپ کے فرزند عبدالرحمن اور بھی تھے جو ساتھ ہی شہید ہوئے۔

۲۴

حجاج ابن بدر التیمی السعدی

جناب حجاج بصرہ کے رہنے والے قبیلہ بنی سعد سے تھے آپ دین محمدؐ میں عمر کا خط لے کر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور وہیں نہیں گئے۔

حضرت عیسیٰ کا بیان ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے مسعود بن عمر کو ایک سال کیا تھا۔ جس میں دعوت نصرت دی تھی۔ مسعود نے خط پاتے ہی مسعود بن عمر کو خط لکھا۔ بنی سعد۔ بنی عامر کو جمع کر کے ایک خطبہ کے ذریعہ سے انہیں دعوت دی۔ اور انہیں دلواریں ملی گئی ہیں۔

جو جنگ مغلوبہ میں شہید ہو گئے۔

بعض کتابوں میں آپ کا نام زبیر ابن بٹہر لکھا ہے اور ہو سکتا ہے کہ
عبداللہ اور زبیر دونوں علیحدہ شخصیتیں رہی ہوں۔

(۲۶)

عمار ابن حسان الطائی

آپ کا پورا نام ولسب یہ ہے۔ عمار ابن حسان ابن بشر بن سعد بن
عمر بن عمرو بن شامہ ابن ذہل ابن جہعان ابن سعد بن علی الطائی۔
آپ عرب کے شجاعوں میں بڑے نامی گرامی مشہور تھے اور آل محمد
کے خاص مطیع و منقاد نیز جاں نثار تھے۔ آپ کے پدر بزرگوار حسان
بن المونین کے خاص صحابی تھے۔ یہ جنگ جمل میں لڑے اور جنگ صفین
میں شہید ہوئے۔ عمار ابن حسان مکہ معظمہ میں امام حسین کے ہمراہ
مکہ کے بلائے اور صبح عاشورا جنگ مغلوبہ میں شہید ہوئے۔

آپ کی ساتویں پشت میں عبداللہ ابن احمد نہایت زبردست عالم
اور ائمہ اربعہ کے حدیث گزار رہے ہیں۔ یہ اپنے والد کے ذریعہ سے حضرت
امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے تھے۔ موصوف کی کئی تصانیف میں
اس کی تصانیف نے امیر المومنین "زیادہ مشہور ہے۔

اب ضرورت ہے کہ افضان اور ایمان کی بنیادیں استوار ہوں۔ میرے عزیز
اگر امیر شجاع و بہادر چل گیا اور بڑی کی حکومت مستقر ہو گئی تو اسلام
بالکل ختم ہو جائے گا۔ سنو! امام حسینؑ فرزند رسولؐ ہمیں بلا رہے ہیں
اور ان کی امداد جہاد فریضہ ہے۔

آپ کی طویل تقریر کے جواب میں سب نے حمایت کا دعوے کیا اس
کے بعد آپ نے حجاج سعدی کے ذریعہ سے امام حسینؑ کی خدمت میں روانہ
کا خط بھیجا۔ حجاج جو پہلے ہی سے حاضر خدمت ہونے کو تیار تھے امام حسینؑ
کے پاس پہنچ کر حاکم بن محمد سے ملے، اور یوم عاشورا حملہ اولیٰ میں اپنے کو فرزند رسولؐ
پر قربان کر دیا۔

(۲۵)

عبداللہ ابن بشر الحنظلی

آپ کا پورا نام عبداللہ ابن بشر بن ریحہ ابن کر ابن معاذہ ابن قر ابن
عامر بن رائسہ بن مالک بن واہب بن علی بن کلب بن ریحہ بن عقرس
بن خلف بن حنیل ابن اشدان بن غازی الحنظلی تھا۔

آپ نہایت مشہور بہادر تھے اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ آپ
کے اور آپ کے والد کے تذکرے اکثر تاریخی جنگوں میں ملتے ہیں۔

آپ پہلے ابن سعد کے لشکر میں تھے اور اسی کے ساتھ کوفہ سے کربلا آئے
تھے۔ ذی قعدہ سے پہلے آپ امام حسینؑ کی خدمت میں آکر دسویں عزم کی صبح

عبداللہ ابن عمیر الکلبی

آپ کا نام عبداللہ ابن عمیر ابن عبد قیس بن عظیم ابن جناب ابی العلی تھا۔ آپ قبیلہ عظیم کے چشم دچراغ تھے۔ آپ پہلوان اور نہایت بہادر تھے۔ کوفہ کے علقہ ہمدان میں قریب چاہ جہد مکان بنا یا تھا اور اسی میں بستے تھے۔ مقام نخلہ میں لشکر کو جمع ہوتے دیکھ کر لوگوں سے پوچھا۔ لشکر کیوں جمع ہو رہا ہے۔ کہا گیا کہ حسین بن علی سے لڑنے کے لئے۔ یہ سُن کر آپ گھبرائے اور بیوی سے کہنے لگے کہ عرصہ دراز سے مجھے تمنا تھی کہ کفار سے لڑ کر جنت حاصل کروں، لو آج موقع مل گیا ہے۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے نکل چلیں اور امام حسینؑ کی معیت میں لڑ کر شرف شہادت سے مشرف ہوں اور بے حساب جنت میں چلے جائیں۔ بیوی نے تائید کی اور ساتھ ہی ساتھ ہمراہ جانے کی درخواست بھی پیش کر دی۔ عبداللہ نے منظور کیا، اور دونوں رات کو چھپ کر امام حسینؑ کی خدمت میں جا پہنچے اور صبح عاشور جنگ مغلوہ میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔

علامہ سادی لکھتے ہیں کہ اس عظیم جنگ میں (جب ام و حسب) یعنی جناب عبداللہ کی بیوی نے اپنے خاندان کو خون میں لتھڑا ہوا دیکھا تو وہ ڈر کر میدان میں جا پہنچی اور ان کے چہرے سے خاک و خون صاف کرنے لگیں۔ اسی دوران میں شمر ملعون کے غلام رستم لعین نے اس مومنہ کے سر پر گرز مار کر

کے بھی شہید کر دیا۔

مسلم ابن کثیر الازدی

آپ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار تابعین میں تھا۔ آپ صحابہ امیر المؤمنین میں بھی ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ آپ کا پورا نام مسلم ابن کثیر الاعرج الازدی الکوفی تھا۔ آپ امیر المؤمنین کے ہمراہ کسی میں زخمی ہو کر لنگ کرنے لگے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو "اعرج" کہا جاتا ہے۔

آپ امام حسینؑ کے کربلا پہنچنے سے قبل ان کے ہمراہ کسی مقام پر گئے تھے۔ پھر ساتھ ہی رہے تا اینکه صبح عاشورہ شہید ہو گئے۔ بعض صحابہ نے کہا ہے کہ نماز ظہر کے بعد آپ کے غلام "رافع ابن عبداللہ" شہید ہوئے۔

زہیر ابن سلیم الازدی

آپ قبیلہ ازد کے ایک نمایاں شخص تھے۔ عمر ابن سعد کے ساتھ کربلا پہنچے۔ صبح نہم کو جب آپ نے یقین کر لیا کہ صلح نہیں ہوگی تو شب عاشورا امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر صبح عاشورہ جنگ مغلوہ میں شہید ہو گئے۔

(۳۵)

عبد اللہ بن زید الجعدی

آپ اپنی قوم کے سردار اور دستار آل محمد تھے۔ منقذ جعدی کی بیٹی ماریہ کے گھر جو امام حسین کی حمایت میں صلاح و مشورہ ہوتا تھا۔ اُس میں یہ بھی شرکت کرتے تھے۔ آپ غیر معروف راستوں سے گزر کر امام حسین کی خدمت میں مکر معظم پہنچے اور ایک مقام پر قیام کر کے امام حسین سے ملنے گئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو جوان کے آنے کا پتہ چلا تو خود ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ آخر کار یہ لوگ جلدی واپس گئے اور حضرت سے اپنے مکان پر ملے۔ آپ مکر سے امام حسین کے ہمراہ رہے اور صبح عاشورہ کو بلا میں شہید ہو گئے۔

بعض تو زین کا بیان ہے کہ آپ کے بھائی عبید اللہ اور والد ماجد زید ابن ثبیط بھی مکر میں امام حسین کے ہمراہ ہوئے تھے۔ حملہ اولیٰ میں عبید اللہ اور بعد نماز کی جنگ میں والد ماجد نے شہادت پائی ہے۔

(۳۶)

بشر بن عمر الکندی

آپ کا پورا نام بشر بن عمر بن احمد ث الحضری الکندی تھا۔ آپ حضرت کے رہنے والے تھے اور آپ کا شمار قبیلہ کنذہ میں ہوتا تھا۔

آپ تابعی اور بڑی فضیلتوں کے مالک تھے۔ آپ کا اور آپ کے لڑکوں کا گھر اکثر تاریخی جنگوں میں آتا ہے۔ آپ کو بلا میں امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے ایک لڑکے محمد نامی تھے۔ صبح عاشورہ کو لڑائی کے آغاز ہی پر آپ کو اطلاع ملی کہ آپ کے ایک لڑکے عمر نامی، حکومت رے کی سرحد پر گرفتار ہو گئے ہیں۔ آپ نے جب یہ سنا۔ خدا یا، میں اپنے لڑکے کو تجھ سے لوں گا۔ یہ مجھے گوارا نہیں ہو سکتا۔ میں زندہ رہوں اور میرا لڑکا گرفتار رہے۔

حضرت امام حسین نے ان کا یہ کلام سن لیا۔ سنا دیا۔ اے بشر! میں نے اجازت دیتا ہوں کہ تم جا کر اپنے لڑکے کو رکھا کرو۔ بشر نے جواب دیا۔ ہاں مولانا! مجھے شیر اور بھڑیلے کھالیں، اگر میں آپ کو ان دشمنوں میں چھوڑ دوں گا تو میری جان بھرتی ہے۔ پھر فرمایا: اچھا، پانچ برویمانی جن کی قیمت ہزار اشرفی ہے اپنے بیٹے محمد کو دے کر یہاں سے روانہ کر دو۔ اس بعد آپ نے پانچوں برویمانی چادریں ان کو عطا فرمائیں۔ برویمانی کا اس پر اتنی ہے کہ برویم عاشورہ حملہ اولیٰ میں آپ نے بھی شہادت پائی۔

(۳۷)

عبد اللہ بن عمرو الثقفاری

آپ کا شمار کوفہ کے شرفاء میں تھا، آپ نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ آپ کے دادا جناب حواص اصحاب امیر المومنین میں تھے اور بڑی عزت

کے مالک تھے۔ وہ جنگِ جمل، صفین اور ہندوان میں حضرت علیؑ کے ساتھ ہو کر لڑے تھے۔

عبداللہ کربلا میں امام حسینؑ سے آکر ملے تھے اور آخر حیات تک ساتھ رہے۔ آپ کو جب امام حسینؑ کی شہادت کا یقین ہو گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پر ہا ز جوئے۔ مولا مرنے کی اجازت دیکھئے تاکہ ہم آپ کے سامنے قربان ہو کر سُرخرو ہو جائیں۔ برداشتے لڑنے کے لئے نکلتا ہی چاہتے تھے کہ جنگ مغلوب ہو گئی اور سب کے ساتھ آپ بھی شہید ہو گئے۔

(۳۳)

بریر ابن خنیر الہمدانی

آپ کا پورا نام بریر ابن خنیر الہمدانی اللشقی تھا۔ آپ قبیلہ ہمدان کی شاخ بنو مشرق کی ایک عظیم شخصیت تھے۔ آپ کافی عمر سیدہ اور تابعی حملے کے ساتھ نہایت جاہد و ناپہناری قرآن، بلکہ اساذ القراءتہ تھے۔ آپ کا شمار امیر المؤمنینؑ کے اصحاب اور شرفاء کوئہ میں تھا۔ آپ نے کوئہ سے کئی جاہر امام حسینؑ علیہ السلام کے ہجرتی اور ہجرت اختیار کی تھی۔ آپ نے امام حسینؑ اور ان کے اہلبیت کی جیسی خدمت کی ہے۔ اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ شب عاشور پانی کی جھڑپ میں آپ نے جو کارنامہ کیا ہے۔ وہ سننا تاریخ میں سونے کے حروف سے کہنے کے قابل ہیں۔ میں آپ کے شبِ شہاد

عالمے کارنامہ کو اپنی کتاب "ذکر العباس" کے صفحہ ۱۹۹ سے نقل کرتا ہوں۔

اہلبیت رسول اسلام پر ساتویں سے پانی بند ہے۔ سہی آپ کی ہر سیل غیر مفید ثابت ہو چکی ہے۔ تنگ دود کی گئی۔ کنوئیں کھودے گئے۔ گہ پانی دستیاب نہ ہو سکا۔ عاشور کی رات آگئی ہے۔ پیاسوں کی آنکھوں میں موت کا نقشہ نظر آ رہا ہے۔ اضطراب اہلبیت کی کوئی حد نہیں۔ حضرت سکینہ بنت الحسینؑ فرماتی ہیں کہ ذی ہرم کا دن گزرنے کے بعد جب ہاتھ لگی تو پانی کی نایابی نے ہم لوگوں کو قریب بہ ہلاکت پہنچا دیا۔ خشک برتنوں اور شیکنوں کی طرح ہماری زبان ادلب بھی خشک ہو گئے اور ایسی حالت پیدا ہو گئی جو برداشت نہ ہو سکی۔ بالآخر میں اور بچوں سمیت اپنی بچھری منیٹ خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ انہیں اپنی حالت سے آگاہ کر کے پانی کی خواہش ہوں۔ شاید وہ کوئی سبیل پیدا کر سکیں۔ میں نے انہیں اپنے خیمہ میں لایا۔ وہ آگوشش محبت میں میرے بھائی علی اصغر کو لئے ہوئے تھیں اور ان کی حالت یہ تھی کہ کبھی کھڑی ہوتی تھیں اور کبھی بیٹھ جاتی تھیں۔ اور بھائی ان کی آغوش میں تر پتا تھا۔ جس طرح چھوٹی پھلی پانی میں ڈالی جاتی ہے۔ اور وہ تڑپتے بھی ہیں اور چلاتے بھی اور میری بچھری انہیں لپیٹتے ہوئے فرماتی ہیں۔ میرے برادر زوایے صبر کرو، اور ساتھ ہی فرماتی ہیں وانی لک الصدقہ اور تجھے صبر کیوں کر آسکتا ہے۔ کہ تیری یہ حالت ہے۔ اے بیٹا! کیا کروں۔ اس بات سے سخت ہے کہ میں تیری حالت دیکھتی ہوں، اور تیرا بیان سنتی ہوں اور

کچھ نہیں کر سکتی۔ جناب سکیٹہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے چھوٹی جان کا بیان سنا اور علیٰ اصغر کی حالت دیکھی تو میں بھی رونے لگی۔ چھوٹی اماں نے پوچھا کون ہے۔ "سکیٹہ" میں نے عرض کی ہاں چھوٹی بیٹن ہیں ہوں۔ انھوں نے ہلچھا۔ کیوں رورہی ہو۔ میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں نے اپنی پیاس کا ذکر کیا تو وہ اور پریشان ہو جائیں گی۔ میں نے کہا اے چھوٹی جان! اگر آپ انصار کے عیال کے پاس کسی کو بھیجیں تو شاید کچھ پانی کہیں سے دستیاب ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت زینبؓ نے میرے بھائی کو آغوش میں اٹھا لیا اور خود میری دیگر چھوٹیوں کے خیمہ میں گئیں۔ لیکن کہیں پانی کی سبیل نظر نہ آئی۔ پھر جب وہ واپس ہو کر بعض فرزند ان امام حسنؑ کے خیمہ میں پہنچیں تو آپ کے ساتھ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہو گئے اور سب کو یہ امید کی تھی کہ حضرت زینبؓ کہیں سے پانی کی سبیل دکھالیں گی۔ غرضیکہ آخر میں میری چھوٹی زینبؓ نے اصحاب کے خیموں میں پانی کا پتہ لگایا۔ مگر مایوسی رہی۔ جب پانی ملنے سے ناامیدی ہوئی تو اپنے خیمہ میں پلٹ آئیں۔ اب آپ کے پاس تقریباً بیس لڑکیاں جمع ہو گئے تھے جو سب کے سب مد سے زیادہ پیاسے تھے۔

حضرت سکیٹہ فرماتی ہیں کہ ہم سب اطفال حسینی خیموں میں رو پیٹ رہے تھے کہ ناگاہ ہمارے خیمہ کی طرف سے بریرؓ ہوائی گزرے۔ انھوں نے جب ہماری حالت کا مطالعہ کیا تو بے ساختہ رونے لگے اور سر ہڈ خاک ڈالتے ہوئے دیگر اصحاب سے ملے اور ان سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ

ہمارے ہاتھوں میں تلوار ہونے کے باوجود خاندان رسالت کے بچے پیاس سے مر رہے ہیں۔ میرے دوستو! اگر ہم انھیں سیراب نہ کر کے اور وہ پیاس سے مر جائیں تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ ہم لوگ موت کی آغوش میں چلے جائیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ ان بچوں کے ہاتھ پکڑ لیں اور نہرہ میں لیں اور انھیں سیراب کرنے کی سعی کریں۔

یہ سن کر سبھی مازنی بولے۔ میرے خیال میں بچوں کا لے جانا درست نہیں بلکہ دشمن حملہ کریں گے۔ اگر اس حملہ میں خدا نخواستہ کوئی بچہ شہید ہو گیا تو اس کا سبب قرار پائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ شکیزے لے لیں اور نہرہ پر کھدائی کر پانی حاصل کریں۔ پانی دستیاب ہونے پر ان پیاسوں کو سیراب کریں۔ جناب سبھی مازنی کی رائے سب نے پسند کی اور چار اصحاب شکیزے لیکر نہرہ کی طرف روانہ ہو گئے جن کے قائد بریرؓ ہمدانی تھے۔ یہ لوگ نہرہ کے قریب پہنچے، محافظین نہرہ نے ان کی آمد محسوس کر لی۔ پوچھا، تم ہولاء القومرید کون لوگ ہیں یعنی تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ کیا عرض ہے۔ فرمایا! پانی پینے اور پانی لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے کہا ٹھہرو! میں اپنے سردار سے دریافت کر لوں۔ اگر اجازت ملے گی تو پانی لے جانے کا امکان ہو گا۔ ورنہ ناگن ہے۔ ایک شخص محافظین نہرہ کے سردار اسحق بن جثوہ کے پاس گیا وہ جناب بریرؓ کا رشتہ دار تھا اور کہا میرے پانی پینے اور پانی خیرام حسینی تک لے جانے کے لئے آئے ہیں اس لئے کہا پانی پینے کے لئے راستہ دے دو، جتنا ہی چاہو پی لیں۔ لیکن لے

جانے کی اجازت نہیں۔ اجازت ملی، پانی میں اترے۔ پانی کی ٹنڈک نے دل پگھلا دیا۔ برسرے پانی پئے بغیر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ مشکیزے جلدی بھرد، اور چل کھڑے ہو۔ کیونکہ فرزند ان رسول کے دل پیاس سے پگھلے جا رہے ہیں۔

برسر کی آواز ایک دشمن نے سن لی اور چکار کر کہا، تمہیں پانی پینے کی اجازت دی گئی ہے۔ تم پانی لے جا نہیں سکتے میں فوراً اسحاق کو باخبر کرتا ہوں۔ لیکن یہ بھی سن لو۔ اگر اس نے پاس قرابت پانی لے جانے کی اجازت بھی دے دی، تو میں پانی نہ لے جانے دوں گا۔

برسر نے اپنا ہجہ کمال سیاست کی بنا پر نرم کر کے اُسے گرفتار کرنا چاہا، مگر وہ گرفت میں نہ آیا اور اس نے اسحاق کو خبر کر دی۔ اسحاق نے حکم دیا کہ پانی لے جانے سے روکو اور اگر نہ ملنے تو گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ۔ وہ آیا اور اُس نے مشکیزے خالی کر دینے کا مطالبہ کیا۔ حضرت برسر نے فرمایا، خدا کی قسم میں پانی بہانے سے اپنا خون بہانا بہتر سمجھتا ہوں۔ میں نے ایک قطرہ بھی پانی نہ پیا۔ ہماری پوری غرض خیام حسینی تک پانی پہنچانا ہے۔ جب تک دم میں دم ہے۔ ہمارے مشکیزوں کو کوئی نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔

ان لوگوں کے امداد سے معلوم کرنے کے بعد دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان حسینی بہادروں نے مشکیزے زمین پر رکھ دیئے، اور اس کے گرد گرد گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ تیر بارانی کا حکم ہوا، اور تیر چرنے

کے۔ ایک بہادر نے مشکیزہ اٹھا کر کندھے پر رکھ لیا اور چاہا کہ جلدی سے چل کر تباہ خیام کا گہ پہنچ جائیں۔ اتنے میں ایک تیر کندھے پر آکر لگا تو سر کٹ گیا اور خون جاری ہو گیا، اور قدم تک پہنچا۔ اُس نے بڑی خوشی کے ساتھ کہا، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری گردن کو مشکیزے کے لئے مرنایا۔ یعنی میری گردن چھدی تو چھدی، مشکیزہ تو نکلا گیا۔ ابھی تک ان رسول کی تلواریں نیام میں تھیں۔ مگر حضرت برسر اب سمجھ چکے ہیں کہ یہ روکنے میں اپنی ساری کوشش ختم کر دیں گے۔ اتنا مہمت کے لئے دیکھو فرزند ان رسول پیاسے ہیں اور ان کے اطفال دعوات بھی دے رہے ہیں۔ ہمیں پانی لے جانے دو، ان لوگوں نے جواب دیا حسینی کے بچوں کے لئے ہم نے فرات کا پانی حرام کر دیا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ تم پانی لے جا سکو۔ برسر نے کہا دیکھو۔ ہماری تلواریں ابھی تک نیام میں سو رہی ہیں۔ انھیں بیداری کا موقع نہ دو، ورنہ بڑی خونریزی ہوگی۔ دشمن پانی روکنے میں ہالغہ کر رہے ہیں، اور یہ پانی لے جانے پر ہمارے بات بڑھی۔ آواز بلند ہوئی۔ امام حسین علیہ السلام کے گوش گزار نے آپ نے ارشاد فرمایا: الحق و اجماع سے عباس کچھ لوگوں کو لے کر ان کی کمک میں جلد پہنچو، وہ دشمنوں میں گھر گئے ہیں حضرت عباس چند گھنٹے کے لئے برسر کی مدد کو چلے اور ان کے ہمراہ بعض محافظین بھی ہوئے۔ حجاج نے جب دیکھا تو اُس نے لشکریوں کو حکم دیا کہ اگر چرات لگتی تیر بارانی شروع کر دو۔ حکم پلٹے ہی دشمنوں نے تیروں کا مینہ برسانا

شروع کر دیا۔ بریر نے بڑھ کر ایک مشکیزہ اٹھا لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میرے اور گرد جمع ہو جاؤ تاکہ تیر مشکیزہ تک نہ پہنچ سکے اور پانی بچنے سے بچ جائے۔ بریر مشک لے ہوئے اپنے ساتھیوں کے درمیان ہیں اور ساتھی اور گرد ہیں جس قدر تیر آتے ہیں یہ بہا اور اپنے سینوں پر لیتے ہیں اور مشکیزہ تک کسی تیر کی رسائی نہیں ہونے دیتے۔ بریر ہمدانی کے ساتھ تیر لگ چکے ہیں لیکن مشکیزہ ابھی تک محفوظ ہے۔ قضا اور ایک تیر بڑی تیزی کے ساتھ اڑتا ہوا آیا اور ایک بہادر کے سینے پر لگا۔ لوگ گھبرا گئے اور یہ سمجھے کہ تیر مشکیزہ پر لگ گیا ہے۔ حضرت بریر سے پوچھا۔ خدا بتاؤ تو یہی کہ یہ تیر کہاں لگا۔ بریر نے کمال حقیقت سے جواب دیا کہ مشکیزہ بچ گیا۔ الحمد للہ! یہ تیر میری گردن پر لگا ہے۔ الغرض لگ پہنچی۔ دشمنوں کے دل چھوٹ گئے۔ یہ حضرات دشمنوں کو ہٹا کر بریر و غیرہ کو ہمراہ لے گئے۔ حضرت بریر مشکیزہ لے ہوئے غم کے قریب پہنچے اور پکار کر کہا۔ رسول اکرم کے چھوٹے چھوٹے بچہ آؤ پانی آگیا، بخوشی پیو۔ بچوں میں شور مچ گیا ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ آؤ! بریر تیر پانی لائے ہیں۔ تمام بچے دھڑ پڑے اور انھوں نے اپنے کو مشکیزہ پر گرا دیا۔ مشکیزے کو کوئی انگھول سے کوئی رخسار سے، کوئی پہلو سے لگانے لگا۔ مشکیزہ پر دباؤ پڑا اور اُس کا دبانہ بنا لٹ گیا۔ منہ کھل گیا اور سارے کا سارا پانی بچوں کے سامنے زمین پر بہ گیا۔ بچے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے، اور سب نے مل کر آواز دی۔ بریر! پانی بہ گیا۔

بریر اس آواز کو سنتے ہی منہ پھینکنے لگے اور بڑی مایوسی اور زبردست غم کے ساتھ رو کر کہا۔ ہائے کس عرق ریزی سے پانی دستیاب ہوا تھا کس پیغمبر اسلام کی اولاد سیراب نہ ہو سکی۔

غرضیکہ پانی زمین پر بہ گیا، اور چھوٹے چھوٹے بچے کمال تشنگی کی وجہ سے قر زمین پر گرنے لگے۔ حضرت عباسؓ نے اس حشر آفرین واقعہ کے نظروں سے دیکھا اور آپ یتاب ہو کر نہایت مایوسی کے عالم میں افسوس ملنے لگے۔ (ماہنامہ صفحہ ۳۱۹-۳۲۲)

شب عاشور کے بعد صبح عاشور آپ نے زبردست نبرد آزمانی کی۔ آپ کے باوجود آپ نے ایسی جنگ کی کہ دشمنوں کے دانت کھٹے ہو گئے جس پر بھی حملہ کرتے تھے اُسے فنا کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔ سب سے پہلے آپ سے جس نے مقابلہ کیا، وہ یزید بن مہزیار تھا، آپ نے ہمدانوں میں فنا کر دیا۔ اسی طرح آپ نے قیس دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ آخر میں رضی بن مقداد سامنے آیا، آپ نے اُسے زمین سے مارا، اور اُس کے سینے پر سوار ہو گئے۔ اتنے میں کعب بن اذیہ کی پشت مبارک پر تیر کا گھرا دار کیا۔ آپ نے حقہ میں آکر رضی کے سینے پر سوار تھے اس کی دانتوں سے ناک کاٹ لی۔ کعب کا نیزہ بریر کی پشت میں رہ گیا۔ اس کے بعد کعب نے نیزہ اور تلوار سے ہمار کر کے جناب بریر کو سخت زخمی کر دیا، اور بالآخر آپ کو کھیر ابن العقیلی نے شہید کر ڈالا۔ شہادت کے وقت آپ نے حضرت امام

حسین علیہ السلام کو آواز دی۔ آپ ان کی لاش پر پہنچے، اور آپ نے نہایت درد انگیز لہجہ میں فرمایا: "ان بریرا من عباد اللہ الصالحین" مائے بریر تم سے جدا ہو گئے، جو خدا کے بہترین بندوں میں سے ایک تھے۔

(۳۳)

وہب بن عبد اللہ کلبی

آپ کا نام وہب بن عبد اللہ بن جناب الکلبن تھا۔ آپ بنی کلب کے ایک فرد تھے۔ حسن و جمال میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ جوان رعنا ہونے کے ساتھ ساتھ خوش کردار اور خوش اطوار بھی تھے۔ اور آپ نے کربلا کے میدان میں بڑی دلیری کے ساتھ درجہ شہادت حاصل کیا ہے۔ ہم آپ کے واقعات شہادت کو کتاب ذکر العباس سے نقل کرتے ہیں۔

"کربلا کی جنگ میں حسینؑ بہادری سے جان و دے کر شرف شہادت حاصل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جناب وہبؑ بن عبد اللہ بن جناب کلبی کی باری آئی۔ یہ حسینؑ بہادری سے پہلے نصرانی تھا اور اپنی بیوی اور والدہ سمیت امام حسینؑ علیہ السلام کے ہاتھوں پر مسلمان ہوا تھا۔ آج جب کہ یہ امام حسینؑ پر فدا ہونے کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں، ان کی والدہ ہمراہ ہیں۔ ماں نے دل بڑھانے کے لئے وہب سے کہا، بیٹا آج فرزند ان رسولؐ پر قربان ہو کر روح رسولؐ مقبول کو خوش کر دو بہادری سے نہ کہ۔ مادر گرامی آپ گھبراہٹ میں نہیں، انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔"

الغرض آپ امام حسینؑ علیہ السلام سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ اور بڑے بڑھتے ہوئے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ آپ نے کمال جوش شجاعت و جماعت کی جماعت کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اپنی ماں قمریٰ اور بیوی کو صرف واپس آئے۔ ماں سے پوچھا، مادر گرامی آپ خوش ہو گئیں۔ ماں نے کہا میں اس وقت تک خوش نہ ہوں گی جب تک فرزند ان رسولؐ کے لئے مجھے خاک و خون میں غلٹلا نہ دیکھوں۔ یہ سن کر بیوی نے کہا۔

وہبؑ مجھے اپنے بارے میں کیوں ستاتے ہو اور اب کیا کرنا چاہتے ہو؟ کھاری یا بنی لا تقبل قولہا، بیٹا بیوی کی محبت میں نہ آجانا۔ جلد یہاں سے رخصت ہو کر فرزند رسولؐ پر اپنی جان قربان کر دو۔ وہبؑ جواب دیا، مادر گرامی ایسا ہی ہوگا۔ میں موقع کی نزاکت کو جانتا اور آتا ہوں مجھے امام حسینؑ کا اضطراب اور حضرت عباسؑ جیسے بہادر کی صفائی دکھائی دے رہی ہے۔ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ میں ایسی حالت میں کسی کو تارہی کروں۔ اس کے بعد جناب وہبؑ میدان جنگ کی طرف پہلے گئے اور کچھ اشارے پڑھتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ یہاں تک کہ اپنے انیس اور بیسوں بارہ سوار اور چوبیس پیادے قتل کئے۔ اسی دوران میں آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر ان کی بیوی کو حسرت آگیا۔ اور وہ ایک چوب خیمے کے میدان کی طرف دوڑیں، اور شوہر کو پکار کر کہا، خدا تیری مدد کرے۔ ہاں! فرزند رسولؐ کے لئے دے۔ اور سن، اس کے لئے میں اب بھی آمادہ ہوں، یہ دیکھ کر

(۳۵)

ادھم بن امیۃ العبدی

آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ نہایت معتد قوم کے شیعہ تھے۔ ماریہ قبیلہ کے مکان میں جہاں عریض ہوا کرتے تھے اور باہمی مشورے ہوا کرتے تھے، وہاں یہ بھی پابند کیا جاتے اور اپنے مشورے لوگوں کو آگاہ کرتے تھے۔ ایک دن یزید بن ابی سہل نے کہا کہ میں عنقریب امام حسین کی امداد کے لئے کہ معتظہ جاؤں گا۔ آپ نے بھی اظہار خیال کیا اور کہا کہ بے شک جانا چاہیے اور میں بھی تمہارے ہمراہ چلوں گا۔ چنانچہ یہ حضرات کوفہ سے روانہ ہو کر معتظہ پہنچے اور امام حسین علیہ السلام کی ہمراہی کر بلا آئے۔ انھوں نے دلییری سے یوم عاشورہ جان عزیز امام حسین پر قربان کر دی۔

(۳۶)

امیۃ بن سعد الطائی

آپ حضرت امیر المومنین کے اصحاب خاص میں تھے۔ آپ کو تابعی کے نام سے شرف حاصل تھا۔ آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ آپ کو علم ہوا کہ امام حسینؑ کو بلا پہنچ گئے ہیں تو آپ نے کمال محبت سے اپنے آپ کو بلا پہنچانا ضروری سمجھا۔ چنانچہ آپ نوے عزم الحرام

دھب اپنی بیوی کی طرف اس لئے فرار آئے کہ انھیں خیمہ تک پہنچادیں بس مخدوم نے ان کا دامن تمام لیا، اور کہا میں تیرے ساتھ موت کی آغوش میں سوؤں گی۔ پھر امام حسین علیہ السلام نے اُسے حکم دیا کہ وہ خیمہ میں واپس چلی جائے، چنانچہ وہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد دھب مشغول کارزار ہو گئے اور کافی دیر تک نبرد آزمائی کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ دھب کے زمین پر گرتے ہی ان کی بیوی نے دوڑ کر ان کا سر اپنی آغوش میں اٹھایا۔ ان کے چہرے سے گرد و غبار اور سرد آنکھ سے خون صاف کرنے لگیں۔ اپنے میں شمر کے حکم سے اس کے غلام رستم نے اس مومنہ کے سر پر گرز اپنی مالا اور یہ بیچاری بھی شہید ہو گئیں۔ مورخین کا کہنا ہے کہ دھبی اول امر اہل قتلہ فی عسکر الحسین۔ یہ پہلی عورت ہے جو لشکر حسین میں قتل کی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب دھب زمین پر گرے تو انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ یعنی ان کی لاش پر قبضہ کر کے سر کاٹ لیا گیا۔ اس کے بعد اس سر کو خیمہ حسین کی طرف پھینک دیا گیا۔ ماں نے سر کو اٹھایا، اسے دینے اور دشمن کی طرف پھینک کر کہا۔ ہم راہ مولا میں جو چیز دیتے ہیں، اُسے واپس نہیں لیتے۔ کہتے ہیں کہ دھب کا پھینکا ہوا سر ایک دشمن کے لگا اور وہ ہلاک ہو گیا، پھر ماں جو ب خیمہ لے کر نکلی اور دو دشمنوں کو قتل کر کے حکم امام حسینؑ میں واپس چلی گئی۔ دھب سا کہہ ص ۳۳۱۔ تاریخ کامل۔ طوفان بکا۔ شملہ ۱۳۱۲۔ طبع ایران ۱۳۱۲ھ۔

سے وارد کر بلا ہو گئے اور یوم عاشورا کمال جذبہ قربانی کے ہمیشہ نظر امام حسینؑ اور اسلام پر قربان ہو گئے۔

(۳۷)

سعد ابن خنظلہ تمیمی

خالد بن عمر کی شہادت کے بعد سعد ابن خنظلہ تمیمی میدان جنگ میں آئے اور مشغول کارزار ہو گئے۔ قاتل قتالاً شدیداً نہایت ہی بے جگری سے زبردست جنگ کی اور بہت سے دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اُتار کر پھر موت میں خود ڈوب گئے۔

(۳۸)

عمیر بن عبد اللہ المدحی

جناب سعد ابن خنظلہ کی شہادت کے بعد جناب عمیر ابن عبد اللہ المدحی میدان جنگ میں آئے اور آپ نے کمال بے جگری سے جنگ کی۔ چاروں طرف سے دشمنوں نے آپ پر حملے کئے۔ آپ نے کیشر دشمنوں کو قتل کیا۔ بالآخر مسلم مصائبی اور عبد اللہ بن جلی طمون نے آپ کو شہید کر دیا۔

(۳۹)

مسلم بن عوسبہ الاسدی

آپ کا پورا نام و نسب یہ ہے کہ مسلم بن عوسبہ بن ثعلبہ بن بدان بن

بن حمزیدہ ابو جہل اسدی سعدی۔ آپ بڑے شہید النفس اور بہت ہی شہید القوم تھے۔ جمادات اور ذہد میں درجہ کمال پر فائز تھے۔ آپ کا یہابی رسولؐ ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ اسلامی فتوحات میں بڑے بڑے کار نمایاں کئے ہیں۔ ستر سالہ عمر میں فتح آندہ بایحسان شہید یعنی میان کے ہمراہ جو کار نمایاں انصوں نے کیا ہے وہ تاریخ میں لکھا ہے۔

امام حسینؑ کو دعوت کوڈھ صیغے والوں میں آپ کا اسم گرامی بھی ہے۔ امام مسلم بن عقیل کی مقبولیت اور بعد میں ان کے تحفظ میں کمال خرم کا ثبوت دیا تھا۔ ابن زیاد کے کوڈھ آنے کے بعد جناب مسلمؑ بھی بے قبال تمیم و ہمدان، کندہ در بیحہ کو ساتھ لے کر دارالامارہ گیا تھا۔

مسلم بن عقیل اور ثانی ابن عمرو کی شہادت اور شریک ابن اعور کے قتل سے طویل تھے، انکی وفات کے بعد مسلم بن عوسبہ عموماً عرصہ شش رہے۔ پھر بال بچوں سمیت کوڈھ سے پوشیدگی کے ساتھ مدائن کو چلے گئے۔

فوجی خرم کی شام کو جب امام حسینؑ نے خطبہ میں فرمایا تھا کہ یہ لوگ میرے ہمراہ نہیں پہنچنا چاہتے ہیں۔ اے میرے اصحاب داعز آتم اگر جانا چاہو تو یہاں سے چلے جاؤ۔ میں طوق بیعت تمہاری گردنوں سے ہٹائے گا۔ اس کے جواب میں اعزاز کی طرف سے حضرت عباسؑ اور اصحاب

کی جانب سے مسلم بن عوسجہ ہی نے کہا تھا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم اگر ساری عمر مارے اور جلانے جائیں، تب بھی آپ ہی کے ساتھ رہیں۔ آپ کی خدمت میں شہادت، سعادت، عظمت ہے۔

شب عاشور جب خندق کے گرد آگ جلانے پر مشر نے طعنہ زنی کی تو اس کا منہ توڑ جواب مسلم بن عوسجہ نے ہی دیا تھا۔

صبح عاشور جب لشکر ابن سعد نے حملہ گراں کیا تھا تو اس وقت مسلم بن عوسجہ نے ایسی تمنا چلائی اور وہ معرکہ کیا کہ کسی نے کبھی ایسا دیکھا نہ سنا تھا۔

آپ بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے کہ مسلم بن عبداللہ ضبیانی اور عبداللہ ابن خشکارہ یعنی نے آپ پر ایک ساتھ حملہ کر دیا۔ میدان گرد سے پڑ تھا۔ جب گرد بیٹھی تو مسلم بن عوسجہ خاک و خون میں لوٹتے دیکھے گئے۔

امام حسین نے بڑھ کر مسلم کی دلجوئی کی اور انھیں دعائیں دیں۔ آپ کی شہادت پر لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا، تو شدت ابن ربیع جو اگرچہ کفر میں تھا۔ بولا، افسوس تم ایسی شخصیت کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہے ہو، جن کے اسلام پر احسانات ہیں۔ انھوں نے جنگ آذربائیجان میں چھ مشرکوں کو ایک ساتھ قتل کر کے دشمنوں کی کمر توڑ دی تھی۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند میدان میں آئے اور آپ نے زبردست نبرد آزمانی کی۔ آپ تیس دشمنوں کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو گئے۔

(۴۰)

ہلال ابن نافع الجلی

آپ بڑے دیندار، شریف اور بہادری تھے۔ آپ کی پرورش حضرت علیؑ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ آپ تیر اندازی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپ

تیر اندازی کی تیروں پر اپنا نام لکھوایا کرتے تھے۔ آپ کو آل محمد کی

جنگ کا بڑا شوق تھا۔ شب عاشور کا مشہور واقعہ ہے کہ جب امام حسینؑ

جنگ دیکھنے کے لئے نکلے تھے تو ہلال نے آپ کی ہمراہی اختیار کی

امام حسین علیہ السلام نے موقعہ جنگ کے سلسلہ میں آپ سے مشورہ

لیا تھا۔ آپ کے بارے میں علمائے کلمہ ہے: "کلن حازماً بصیراً"۔

سیاستدان نہ کہ آپ بہت ہی سمجھ دار اور سیاستدان تھے۔ صبح عاشور

آپ میدان جنگ میں جانے کے لئے نکلے، تو آپ کی زوجہ نے

کہا کہ آپ نے کہا فرزند رسولؐ کی خدمت دنیا دماغیہ سے

میدان جنگ میں پہنچنے کے بعد آپ نے ایسے حملے کے جنھوں نے

پہا دروں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ آپ کے ترکش میں اسی

تیروں کے ختم ہو جانے کے بعد آپ

تیروں کے تیرا دشمنوں کو قتل کر دیا۔

جب مشر نے دیکھا کہ ہلال قابو میں نہیں آتے تو چاروں طرف سے

حکمہ کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے بازو شکستہ ہو گئے اور آپ گرفتار کر کے شہید کر دیئے گئے۔

(۴۱)

سید بن عبد اللہ الحنفی

آپ کو ذکے نامی گرامی شیعوں میں تھے۔ عبادت گزاری میں ممتاز اور بہادری میں نامور تھے۔ مرگ معاویہ کے بعد اہل کوفہ نے جو معتدین کے ہمراہ خطوط ارسال کئے تھے۔ ان معتد لوگوں میں جناب سید بھی تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے آخری خط کا جواب جو ارسال فرمایا تھا۔ جس میں جناب مسلم کی روانگی کا حال تھا، وہ انہیں سید کے ذلیعہ سے تھا۔ مسلم بن عقیل کے پہنچنے کے بعد جن لوگوں نے حمایتی خط لکھے ان میں تیسرا نمبر سید کا تھا۔ مسلم بن عقیل کی طرف سے امام حسین کی خدمت میں بھی سید خط لے کر گئے تھے اور وہاں پہنچ کر پھر اس خیال سے واپس نہیں آئے کہ امام حسین کے ہمراہ کوفہ پہنچیں گے۔

صبح عاشورا آپ نے جنگ کی اور ظہر کے وقت کی عظیم جنگ میں آپ نے کار نمایاں کئے۔ عین جنگ میں نماز ظہر جماعت کے ساتھ پڑھنے میں آپ نے بڑی دلیری کا ثبوت دیا۔

عالم نماز میں جب دشمنوں نے امام حسین پر تیر بارانی شروع کی تو جناب سید امام حسین کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ اور تیروں کو اپنے

سے اپنی گون اپنے سینے اور اپنے پہلوؤں پر روکنے لگے اور امام حسین کے کوئی تیر پہنچنے نہیں دیا، تاہم شہید ہو گئے۔ امام حسین آپ کی شہادت پر بہت متاثر ہوئے۔

(۴۲)

عبد الرحمن بن عبد المزی

آپ نہایت سید اور محب آل محمد تھے۔ یوم عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام سے اذن جنگ حاصل کر کے میدان میں برآمد ہوئے۔ رجز پڑھا اور دشمنوں پر زبردست حملہ کیا۔ بہت سے اشیاء لے کر کے خود شہید ہو گئے۔

(۴۳)

نافع ابن جلال الجلی

آپ کا پورا نام نافع ابن جلال بن نافع بن حمل بن سعد العیشری مروج تھا۔ آپ بزرگ قوم اور شریف النفس تھے۔ ہمت کی سرداری اور شہادت آپ کی خاندانی وراثت تھی۔ آپ بہادر، قاری قرآن، راوی حدیث اور علمی کامل تھے۔ آپ کو حضرت علی کے اصحاب میں بھی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ نے جنگ جمل، صفین اور نہروان میں شرکت کی تھی۔ کوفہ میں جناب مسلم بن عقیل کی شہادت سے قبل ہی آپ امام حسین علیہ السلام

کی خدمت میں پہنچ گئے تھے۔ لشکرِ حُر سے طلاقات کے بعد سید الشہداء نے جس خطبہ میں یہ فرمایا تھا کہ تم لوگ چلے جاؤ۔ یہ لوگ صرف میرا خون پینا چاہتے ہیں۔ اس کا جواب اصحاب بن زہیر نے سب سے پہلے دیا تھا ان کے بعد نافع بن ہلال ہی نے ایک طویل تقریر میں جاں نثاری کا یقین دلایا تھا کہ بلا میں پانی بند ہونے کے بعد حصولِ آب میں آپ نے بھی کافی جدوجہد کی تھی۔ ایک دو بار حضرت عباس علیہ السلام کے ساتھ بھی سعیِ آب میں گئے تھے۔ آپ نے اپنے تمام تیر زہر میں بچھانے ہوئے تھے۔ بارہ دشمنوں کو تیر سے مار کر تلوار سے حملہ کرنے لگے، ادبے شمار دشمنوں کو زخمی کر دیا۔ بالآخر شمر نے آپ کو شہید کر دیا۔

(۳۳)

عمر بن قرظہ الانصاری

آپ کا پورا نام اور نسب یہ ہے۔ عمر بن قرظہ بن کعب بن عمرو بن عامر بن زید مناة بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الکوفی الخزرجی تھا۔ آپ کے والد ماجد جناب قرظہ الانصاری صحابی رسول تھے۔ آپ سے آنحضرت کی بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ آنحضرت کے بعد آپ کو حضرت علیؑ سے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ مدینہ منورہ سے کوثرہ اگر متیم ہوئے۔ اور جنگِ جمل و صفین اور نہروان میں آپ نے حضرت علیؑ کی معیت میں جنگ کی۔ آپ کو امیر المومنین نے فارس کا حاکم مقرر کیا تھا۔

شہداء میں آپ کی دفات ہوئی۔ کوثر میں سب سے پہلے حضرت علیؑ کے بعد آپ کا زجر پڑھا گیا۔ قرظہ نے کئی اولادیں چھوڑیں۔ جس میں سب سے زیادہ عمر بن قرظہ تھے۔

جناب عمر بن قرظہ نے راستوں کی بندش سے قبل امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بتعام کر بلا اپنے کو پہنچا دیا تھا۔ آپ کہ بلا میں عمر بن سعد کے پہنچانے کو پہنچا دیا کرتے تھے۔

آپ امام حسینؑ سے اجازت لے کر یوم عاشورا میدانِ جنگ میں آئے۔ آپ نے رجز بڑھ کر زبردست حملہ کیا، اور کافی زخمی ہو کر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر جب امام حسینؑ پر دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ آپ تیروں کو سینے پر لینے لگے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

(۳۵)

جون بن عوی غلامِ عتقاری

جناب جون ابو ذر عتقاری کے غلام تھے۔ آپ کو آلِ محمد سے وہی نسبت حاصل تھی جو ابو ذر کو تھی۔ جون پہلے امام حسنؑ کی خدمت میں تھے۔ پھر امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت گزاری کے شرف سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ امام حسینؑ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ اور وہاں سے کہ بلا آئے۔ ماشاء اللہ کہ دن آپ نے اذنِ جہاد طلب کیا۔ تو آپ نے فرمایا، جون! میں تمہیں قتل ہوتے دیکھوں۔ جون نے قدموں پر سر رکھتے

ہوئے عرض کی کہ مولا آپ کے قدموں میں شہید ہو جانا میری زندگی کا مقصد ہے۔ مولا امیر السید بؤدار۔ حسب خراب اندرنگ کالاہی۔ لیکن جذبہ شہادت میں خامی نہیں ہے۔ مولا اجازت دیجئے کہ سفر فرما دوں۔

امام حسین علیہ السلام نے اجازت دی اور جون میدان میں لائے آپ نے زبردست جنگ کی اور درجہ شہادت حاصل کر لیا۔ امام حسینؑ نے پیش چون پر پہنچے اور آپ نے دعا دیتے ہوئے کہا۔ خدایا! ان کے سینے کو ٹشک زار ان کے رنگ کو سفید اور حسب کو آل محمد کے اقتساب سے ممتاز کر دے۔ امام محمد باقرؑ کا ارشاد ہے کہ شہادت کے بعد آپ کا چہرہ روشن ہو گیا تھا، اور بدن سے ٹشک کی خوشبو آ رہی تھی۔

(۴۶)

عمر ابن خالد الصیداوی

آپ کا پورا نام عمر بن خالد الاسدی تھا۔ اور آپ کی کنیت ابو خالد تھی۔ آپ مقام صید کے رہنے والے تھے اور کوفہ کے شرفاء میں سے تھے۔ آپ کو محبت اہلبیت میں کمال حاصل تھا۔ حضرت مسلم بن عقیلؑ کی پوری حمایت کی تھی اور شہادت حضرت مسلمؑ کے بعد آپ نے مجبوراً رپوشی اختیار کی تھی، آپ کو جب معلوم ہوا کہ امام حسینؑ کوفہ سے کوفہ پہنچ رہے ہیں۔ تو آپ غیر معروف راستوں سے روانہ ہو کر منزل عذیب بھجانات میں ملحق خدمت ہو گئے اور کربلا پہنچ کر یوم عاشورا میں شہادت سے بہکنا شروع کئے۔

و عنف کا بیان ہے کہ یہ ابن خالد مہنگ کرتے کرتے سخت گھبرے میں آ گئے امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ کو ان کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ آپ نے پوری مدد کی۔ آخر میں آپ شہید ہو گئے۔ (ذکر العباس صفحہ ۲۲۳)۔

(۴۷)

حنظلہ ابن اسعد الشامی

آپ کا پورا نام اور نسب یہ ہے۔ حنظلہ ابن اسعد ابن شایم بن اسعد ابن اسعد بن ماشد ابن بھان البھدانی۔ آپ قبائل بھدان کے قبیلہ شایم سے تھے۔

آپ نہایت سربرآوردہ شیخ تھے۔ نہایت فصیح و بلیغ قاری نہایت شجاع و بہادر شخص تھے۔ آپ کا ایک لڑکا تھا۔ جن کا نام "علی" تھا اور اس کا ذکر تاریخوں میں آیا ہے۔

امام حسینؑ کے کربلا پہنچنے کے بعد حاضر خدمت ہوئے۔ یوم عاشورا شہادت لے کر میدان میں آ گئے۔ آپ نے بے شمار دشمنوں کو قتل کیا۔ آخر بہت سے خونخواروں نے بل کر آپ کو شہید کر دیا۔

(۴۸)

سوید ابن عمر الاتماری

آپ کا اسم گرامی سوید بن عمر بن ابی المطاح الاتماری الحنسی تھا۔

آپ بڑے شجاع، نہایت بہادر اور لڑائیوں میں آزمودہ کار تھے۔ بہت
گزاری آپ کی عادت۔ زہد و اتقا آپ کا شیوہ تھا۔ آپ نے یوم
ماشور دشمنوں سے زبردست نبرد آزمائی کی اور بے شمار دشمنوں کو
قتل کیا۔ جب آپ زخموں سے چوڑ ہو کر زمین پر گرے اور بے ہوش
ہو گئے۔ تو لوگوں نے یہ سمجھ کر آپ کی طرف سے نظر موڑ لی کہ آپ انتقال
کر گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب شہادتِ جبینی کی خوشی میں بابے
بچنے لگے تو آپ کو ہوش آیا۔ آپ نے فوراً کمر سے وہ چھری نکال کر
جو چھپی ہوئی تھی دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ بالآخر مردہ بن بکار اور یزید ابن مرقا
نے آپ کو شہید کر دیا۔

(۴۹)

یحییٰ بن سلیم المازنی

آپ محبت آلِ محمدؐ میں شہرت کے مالک تھے۔ شبِ ماشور پیر
ہمدانی کے ساتھ آپ بھی پانی لانے کے لئے گئے تھے۔ یومِ ماشور
آپ نے زبردست جنگ کی تھی۔ آپ اذنِ جہاد لے کر میدانِ
جنگ میں آئے اور آپ نے بے شمار دشمنوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد
آپ پر بہت سے دشمنوں نے بل کر حملہ کر دیا آخر کار آپ
شہید ہو گئے۔

(۵۰)

قرۃ ابن ابی قرۃ الغفاری

آپ نہایت سید، شریف اور جانناز تھے۔ یومِ ماشور امام حسین
ؑ کے سلام پر جان دینے میں کاروائی نمایاں کئے تھے۔ آپ نے دشمنوں
سے بے جگری سے حملے کئے کہ دشمنوں کے دانت کٹے ہو گئے۔ آپ
جن میں رجز پڑھتے تھے اور جملے کرتے تھے تاہم آپ شہید ہو گئے۔

(۵۱)

مالک ابن انس المالکی

ابن نما کا بیان ہے کہ مالک ابن انس کا نام انس بن حرث بن کابل
مہربن صعوب بن اسد ابن خزیمہ اسدی الکابلی تھا۔

آپ حضورِ سرورِ کائنات کے صحابی تھے اور راویِ حدیث۔ دونوں
دولوں کے علمائے آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ میں نے
شہرت کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرا چچہ حسینؑ کو بلا میں شہید کیا جائے
اور اس وقت حاضر ہو اُسے مدد کرنی ضروری ہے۔ علامہ عسقلانی اور
جزیری نے اصابت اور اسد الغابہ میں لکھا ہے۔ ابن جریری کا کہنا ہے کہ
اس کا شمار کوئی اصحاب میں تھا۔ یعنی وہ کوفہ کے باشندے تھے۔ آپ
سے رات کو نکل کر بلا پہنچے، اور روزِ ماشور امام حسینؑ پر نثار ہو گئے۔

آپ نہایت کبیر السن تھے۔ امام حسینؑ سے اجازت لے کر میدان میں گئے اور درجز پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔

(۵۲)

زیاد ابن عزیز الصامدی

آپ کا پورا نام اور نسب یہ ہے کہ زیاد ابن عزیز بن حنظلہ بن امام بن عبداللہ بن کعب بن شریہل بن عمر بن جشم ابن حاشد ابن جشم بن نیر بن بن عوف بن ہمدان۔ آپ کی کنیت ابوہریرۃ تھی۔ آپ قبائل ہمدان کے قبیلہ بنی حاتم کے چشم و چراغ تھے۔

آپ کے والد عزیز صحابی رسولؐ تھے اور خود آپ کو بھی آنحضرتؐ کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ آپ شامان عرب میں مشہور شخص تھے۔ اور بڑے عابد و زاہد اور ہتجد گزار تھے۔ آپ کا شمار شاہیر جہاد میں تھا۔ آپ نے امام حسین علیہ السلام سے کربلا میں ملاقات کی، اور یوم عاشورا نبرد آزمانی کے بعد درجہ شہادت حاصل کیا، آپ کا قاتل ہارث بن ہشیل تھا۔

(۵۳)

عمر بن مطاع الجعفی

آپ زبردست محب اہل بیت تھے۔ کربلا میں روز عاشورا امام

حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پر داز ہوئے۔ مولانا نے اجازت دیجئے۔ امام مظلوم نے اذن جنگ عطا فرمایا۔ آپ میدان میں شریعت لے گئے اور عظیم نبرد آزمانی کے بعد شہید ہوئے۔

(۵۴)

حجاج ابن مسروق المدحی

آپ کا نام حجاج ابن مسروق بن جعفر ابن سعد العسیری تھا۔ آپ قبیلہ کے ایک عظیم فرد تھے۔ آپ کا شمار حضرت علیؑ کے خاص شیعوں میں آپ کوفہ میں رہتے اور حضرت علیؑ کی خدمت کرتے تھے۔

امام حسینؑ کی مکتبہ سے روانگی کے وقت حجاج بھی کوفہ سے روانہ ہوئے۔ منزل قصر بنی مقاتل میں شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ جب عبید اللہ بن جعفر بن کاظمہ قصر بنی مقاتل میں پہلے سے نصب تھا، کو دعوت نصرت لے گئے امام حسینؑ خود ان کے خیمہ میں تشریف لے گئے تھے تو حجاج کے ہمراہ تھے۔

جانبِ حجاج یوم عاشورا امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پر داز ہوئے۔ مولانا نے اجازت دیجئے۔ امام حسین علیہ السلام نے اذن جہاد عطا فرمایا اور حجاج میدان میں تشریف لے گئے اور نبرد آزمانی میں شہید ہوئے۔ اور پندرہ دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد حاضر خدمت امامؑ ہوئے۔ اور مولانا کی خدمت میں پھر کر میدانِ جنگ میں بارگاہ تشریف

لائے اور اپنے غلام "مبارک" کی معیت میں دشمنوں سے لڑتے رہے تا ایک
ایک سو پچاس دشمنوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔

(۵۹)

زہیر ابن قین الجلی

زہیر ابن قین بن قیس الاناری الجلی، اپنی قوم کے شریف اور رئیس
تھے۔ آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اور وہیں رہتے تھے۔ بڑے
شجاع اور بہادر تھے۔ اکثر لڑائیوں میں شریک رہے۔ پہلے عثمانی تھے۔
پھر سنی میں حسین العلوی ہو گئے۔

آپ سنی میں حج کے لئے اہل و عیال سمیت گئے تھے۔ وہاں
سے واپس کوثر آ رہے تھے کہ راستہ میں امام حسینؑ سے ملاقات ہو گئی۔
ایک دن ایسی جگہ ان کے خیام نصب ہوئے کہ امام حسینؑ کے نیچے
بھی سامنے تھے۔ جب زہیر کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو امام حسینؑ کا قاصد
پہنچ گیا۔ اس نے سلام کے بعد کہا۔ زہیر تم کو فرزند رسولؐ نے یاد کیا ہے۔
یہ سن کر سب کو سکتہ ہو گیا اور ہاتھوں سے نزلے گر پڑے۔ زہیر کی بیوی
جس کا نام "دہم بنت عمر" تھا۔ زہیر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی۔ زہیر
تردد کیا ہے۔ خوش نصیب تمہارے کہ تم کو فرزند رسولؐ نے یاد کیا ہے۔
انھو اور ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔

زہیر لڑھے اور خدمت امام حسینؑ علیہ السلام میں حاضر ہوئے تھوڑی

اور جو واپس آئے تو ان کا چہرہ بنایت بشاش تھا اور خوشی کے آثار ان
کے رخسار سے ظاہر تھے۔

انھوں نے واپس آتے ہی حکم دیا کہ سب نیچے امام حسینؑ کے خیام
کے نصب کر دیئے جائیں، اور بیوی سے کہا کہ میں تم کو طلاق دینے
کا ارادہ رکھتا ہوں، تم اپنے قبیلہ کو واپس چلی جاؤ، مگر ایک واقعہ مجھ سے سن لے۔
میں نے لشکر اسلام نے بلخ پر چڑھائی کی اور فتح یاب ہوئے تو
میں نے خوشی سے اور میں بھی خوش تھا مجھے مسرور دیکھ کر سنا
فارسی نے کہا کہ زہیر تم اس دن اس سے زیادہ خوش ہو گئے
اس دن فرزند رسولؐ کے ساتھ ہو کر جنگ کرو گے (البعاء الصین)

میں تمہیں خدا حافظ کہتا ہوں اور امام حسینؑ کے لشکر میں شریک ہوتا
اس کے بعد آپ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرتے دم
تک ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ جناب زہیر امام حسینؑ کے ہمراہ چلے گئے تھے
ان کا نام "ذو حشم" پر حرم کی آمد کے بعد آپ نے خطبہ میں اصحاب سے
کہا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ انھیں صرف میری جان سے مطلب ہے اس
میں زہیر نے ہی کہا تھا کہ ہم ہر حال میں آپ پر قربان ہوں گے نیز
انھوں نے امام حسینؑ سے مزاحمت کی تھی تو جناب زہیر نے امام حسینؑ
کو لگا کر کہا کہ میں درخواست کی تھی کہ ابھی یہ ایک ہی ہزار ہیں۔ حکم دیجئے کہ ان
کو لگا کر دیں۔ جس کے جواب میں امام مظلومؑ نے فرمایا تھا کہ ہم ابتداء

بے چین تھے اور اسی اضطراب و بے چینی میں باہم خانہ سے گر کر ابھی ملکِ عدم ہو گئے۔ مظاہر نے ان کی لاش کو پوشیدہ کر دیا تاکہ جہان کو محسوس نہ ہو اور وہاں نوازی ٹھیک طرح ہو جائے۔ جب دسترخوان چھایا گیا اور حبیب دسترخوان پر نہ آئے تو امام حسینؑ نے پوچھا کہ حبیب کہاں ہیں؟ ان کے والد نے پہلے تو چھپانے کی کوشش کی، لیکن بالآخر بتا پڑا، یہ سن کر رسول کریمؐ اور امام حسینؑ سخت رنجیدہ ہوئے۔ اس کے بعد سرکارِ دو عالم نے نسر دیا کہ بیٹا حسینؑ دعا کرو، خداوندِ عالم تمہاری دعا قبول کرے گا۔ چنانچہ انھوں نے دعا کی اور خدا نے حبیب کو دوبارہ زندگی دے دی۔ واضح ہو کہ یہ واقعہ اگرچہ عام تواریخ میں نہیں ہے۔ لیکن مقاتل میں پایا جاتا ہے۔ ہم نے اسے کتاب موثق الغموم جلد اول صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ ۱۲۹۳ھ سے لکھا ہے جس پر جناب شمس العلماء مفتی سید محمد عباس نیز علامہ نعمت اللہ الجزائرئی کی تقریظ مرقوم ہے۔

شہید ثالث علامہ نور اللہ شوشتری مجالس المؤمنین میں لکھتے ہیں کہ حبیب بن مظاہر کو سرکارِ دو عالمؑ کی صحبت میں رہنے کا بھی شرف حاصل ہوا تھا۔ انھوں نے ان سے احادیث سنی سنی تھی۔ وہ علی بن ابی طالب کی خدمت میں رہے اور تمام لڑائیوں (جمل، صفین، نہروان) میں ان کے شریک رہے۔ شیخ طوسی نے امام علی بن ابی طالب اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ سب کے اصحاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔

کتاب البصار للعین میں ہے کہ جناب حبیب بن مظاہر مدینے کے

والے تھے۔ مگر جب حضرت علیؑ نے مدینہ سے دادِ خلافت کو ذرا کوشش کیا تب مدینہ کر کے کو ذرا تشریف لائے تو حبیب بن مظاہر بھی مدینہ سے چلے آئے تھے۔

علامہ نور اللہ شوشتری شہید ثالث مجالس المؤمنین میں لکھتے ہیں کہ حبیب بن مظاہر بہترین حافظِ قرآن تھے۔ وہ رات بھر میں قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ ان کا اصول تھا کہ نمازِ عشا کے بعد قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے اور طلوع سے پہلے ختم کر دیتے تھے۔

آپ امام حسینؑ کے بچپنے کے دوست تھے۔ آپ کو رسالتِ مآب کے ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ اصحابِ امیر المؤمنین میں بھی تھے۔ آپ اس جنگ میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو نماز تھی جیسا کہ اوپر گزرا۔

علامہ شیخ عباس قمی بحوالہ رجال کبھی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بن شمیم نے گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے، راستے میں جناب حبیب بن مظاہر آئے اور دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد اپنی اپنی گتے لگا دیے۔ وہاں کی وقت جناب حبیب بن مظاہر نے شمیم تمار سے کہا کہ بشتیم اصلا صخرہ الوطن یبعیم البطحہ عند دار الزرق۔ سلب فی حب اہل بیت نبیہ، کہ میں ایک ایسے بزرگ کو اپنی گتے سے دیکھ رہا ہوں جس کے سر و ہال نہیں ہیں، یعنی جس کا ہندلہ ہے اور اس کی توند نکلی ہوئی ہے اور وہ دار الزرق میں خربوزی بیج

رہے کہ اس کو محبت آل محمد میں سولی دے دی گئی ہے، یہ سن کر جناب شیم تمار نے کہا کہ بھائی میں بھی ایک ایسے عظیم شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ جو سرخ و سفید ہے اور اس کے ہونٹ بڑے ہیں کہ وہ فرزند رسول کی نصرت میں قتل کر دیا گیا ہے۔ تو بحال بواحدہ فی الکوفہ اور اس کا سر کاٹ کر کوفہ میں پھرایا جا رہا ہے۔ ان دونوں عظیم بزرگوں کا مطلب یہ تھا کہ ایک دوسرے کو آئندہ کے حالات سے باخبر کر دیں۔

غرضیکہ ان دونوں نے مستقبل پر روشنی ڈال دی اور دہاں سے روانہ ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد اس مقام پر جو لوگ جمع تھے آپس میں کہنے لگے کہ یہ دونوں کتنے جھوٹے ہیں کہ ایک دوسرے کے متعلق بلے سر دیا جائے گا کہ چلے گئے۔ یہ جمع ابھی منتشر نہ ہونے پایا تھا کہ اتنے میں "شیدہ بھری" آگئے اور انھوں نے ان دونوں کی تائید کی، اس کے بعد وہ بھی روانہ ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد یہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ "ہذا اولادہ اکو دیہہ" خدا کی قسم یہ تو ان دونوں سے زیادہ جھوٹا ہے۔ پھر انھیں لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم ابھی تھوڑا عرصہ نہ گزرا تھا کہ ہم نے "شیم تمار" کو عمر و حورث کے دروازے پر لٹکا دیا اور حبیب بن مظاہر کے سر کو نوک نیزہ پر بلند کیا۔ "و داینا کل ما قالوا" اور جو ان دونوں نے کہا تھا اسے ہم لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ (سینۃ البحار ص ۳۳)

آپ نے کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل کا پورا پورا ساتھ دیا اور شہادتِ مسلم کے بعد مدینہ کو ہجرت کر کے چند دن کوفہ میں رہے۔ پھر غیر معروف راستے

کو پاپیادہ روانہ ہو کر خدمتِ امام حسینؑ میں جا پہنچے۔ آقا نے ان کو ہمدردی سے دیکھا اور ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کہا کہ "یہ تو میرا بھائی ہے"۔

فرزندِ رسولؐ سفر کوفہ کے ذیل میں جب مقامِ زرد پر پہنچے اور جنگ میں شہید کر دیئے گئے اور آپ کو اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت پہنچی اور معلوم ہوا کہ کوفہ کے رہنے والوں نے طو کیا ہے۔

اسی منزل پر امام علیہ السلام نے بارہ نشان مرتب کئے، گویا اس وقت حسینؑ قافلہ کی مشا فرین حیثیت تھی اور جنگ و جدل کا کوئی خیال نہ تھا۔

حضرت مسلم کی خبر شہادت نے بتایا کہ دشمن برسرِ پیکار ہے اور اب اس کا وقت آ گیا ہے۔ نیز حضرت مسلمؑ قریب ترین رشتہ دار تھے آپ

کی طرف سے، لہذا دشمنوں میں انتقام کا جوش پیدا ہو جانا فطری امر ہے۔

یہ بتانے کے بعد حضرت مسلمؑ نے اپنے رشتہ داروں کی طرف سے انتقام کا پرچم اٹھایا۔ مگر انصارِ امام نے ابتدائے جنگ نہیں کی اور صبر و شکیبائی سے پہلے رہے۔ امام علیہ السلام نے بارہ نشان ترتیب دے کر

ان کو حکم دیا کہ ایک ایک جگہ پر جا کر جھڑپیں کرے، مجاہدین کو ہمدردی سے دیکھا اور ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کہا کہ "یہ تو میرا بھائی ہے"۔

فرزندِ رسولؐ سفر کوفہ کے ذیل میں جب مقامِ زرد پر پہنچے اور جنگ میں شہید کر دیئے گئے اور آپ کو اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت پہنچی اور معلوم ہوا کہ کوفہ کے رہنے والوں نے طو کیا ہے۔

اسی منزل پر امام علیہ السلام نے بارہ نشان مرتب کئے، گویا اس وقت حسینؑ قافلہ کی مشا فرین حیثیت تھی اور جنگ و جدل کا کوئی خیال نہ تھا۔ حضرت مسلم کی خبر شہادت نے بتایا کہ دشمن برسرِ پیکار ہے اور اب اس کا وقت آ گیا ہے۔ نیز حضرت مسلمؑ قریب ترین رشتہ دار تھے آپ کی طرف سے، لہذا دشمنوں میں انتقام کا جوش پیدا ہو جانا فطری امر ہے۔

نے عرض کی کہ اے مولا یہ علم بھی ہم میں سے کسی کو دے دیجئے۔ حضرت نے
 ذولہجہ جنگ اور جوش جاں تازی کو دیکھ کر دُعا دی اور فرمایا جلدی نہ
 کرو، اس علم کا اٹھانے والا منقریہ سب ہیچ جانے گا۔ انصار چاہتے تھے کہ
 منزل شہادت تک جلد پہنچیں اور امام کا دل چاہتا تھا کہ جب تک دُعا
 افتادہ حبیب اگر شامل نہ ہو جائے قدم نہ بڑھائیں۔ ایک فوجی سپہ سالار
 کا فرض ہے کہ وہ تیار ہوئے بغیر نفل و حرکت نہ کرے۔ یہ منہ لشکر کا انتظام
 کر چکے تھے اور آدمی ہیچ کر راتے سے دہیر کو بٹلا کر شامل کر چکے تھے۔ سپہ رہے
 سردار کے رہا جاتا تھا، فوراً قلم دوات طلب کر کے حبیب بن مظاہر کو خط
 لکھا۔ گوڈہ چونکہ اس منزل سے نزدیک تھا۔ اس لئے اس سے بہتر کوئی
 موقع نہ تھا کہ حبیب کو آنے کا موقع دیا جائے۔ اس خط کو حبیب کی سوانح
 لمبری میں آپ نے لکھنا چاہیے اور اس سر فرودش کو خراج تحسین پیش
 کرنا چاہیے۔ جس نے اس پُر آشوب دُعا میں حبیب تک خط کو پہنچایا۔

حسین بن علی کا خط حبیب ابن مظاہر کے نام **امن الحسین**
 بن علی بن ابی طالب المؤمن الرجل الفقیہ حبیب بن مظاہر اما بعد
 یا حبیب فانت تعلم قوابتنا من رسول اللہ وانت اعرف بنا عنک
 وانت ذو شیمۃ وغیرہ فلا تجمل علینا بنضک یحاریک جدی ہول
 اللہ یوم القیامۃ

(ترجمہ) یہ نام ہے حسین بن علی کی طرف سے مرد فقیہ
 حبیب بن مظاہر کے نام۔ اما بعد۔ واضح ہو کہ اے حبیب

تم خوب جانتے ہو جو قرابت ہم کو بغیر خدا سے ہے اور تم
 انصار سے زیادہ ہم کو پہچانتے ہو اور تم نیک سرشت فیرت دار
 انسان ہو، دیکھو جان دینے سے بچل نہ کرنا، اس کی جزداد تم کو
 میرے نانا رسول خدا قیامت میں دیں گے۔

میں نے یہ خط قاصد کے حوالے کیا اور قاصد رات گئے گوڈہ پہنچا۔ حبیب
 نے ان پر اپنی زور کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے، بی بی کے لقمہ دفتہ
 ہووا اور اس مومن نے تعجب سے کہا: "اللہ اکبر" اس کے بعد بولی
 یہ عنقریب کوئی خط آیا چاہتا ہے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دُعا نے
 تک دی گئی۔ حبیب نے پوچھا کون؟ قاصد نے جواب دیا: "انا
 علی الحسین" یہ سن کر جناب حبیب فوراً باہر آئے۔ نام مبارک کو لیا
 دل سے لگا یا، سوہر رکھا، پھر اُسے پڑھا۔

قاصد رجید و نامہ رسید و خیر رسید
 وہ میر تم کہ جاں بکد لے کم شمار

حبیب نے خط پڑھتے ہی عزم بالجزم کر لیا، مگر وہ چاہتے تھے کہ ابن زیاد
 نے اپنے منیر سے کسی کو آگاہ نہ کریں۔ مگر شاید قاصد کی صدا ان
 کے آواز بھائیوں نے سن لی اور فوراً ہی آگئے اور کہا کہ شاید تم نصرت
 کے لئے خرد و کرنے والے ہو، حبیب نے مصلحت آمیز جواب دیا۔
 ابوبی نے پس پردہ سے دونوں بھائیوں کی گفتگو سنی۔ اس مومن کو شبہ
 نہیں آیا، ایسا نہ ہو کہ حبیب سعادت ابدی سے محروم رہ جائیں، اُس نے

پوچھا حبیب کیا ارادہ ہے، حبیب نے خوف ابن زیاد کی وجہ سے کزدوسا جواب دیا۔ ان کی بیوی نے جذبات سے مجبور ہو کر کہا کہ میری چادری لٹوڑو لڑو، حبیب نے کہا کہ مجھے تمہارا خیال ہے کہ تم میرے بعد کیا کر دگی؟ میں خاک پھاں کوں گی، مگر تم نصرت سے باز نہ رہو اور مجھے کوئی مصلحت آمیز جواب نہ دو، بلکہ تیاری کرو۔

حبیب جب بی بی کا استمان لے چکے اور اُسے مصائب برداشت کرنے پر بھر پور آمادہ پایا تو اپنے اس جذبے کے تحت جو ان کے دل میں تھا نوجہ کو وعاذی اور روانگی کا بندوبست کیا۔ نوجہ نے عرض کی اسے حبیب میرا بھی ایک آرزو ہے۔ پوچھا وہ کیا کہا کہ آپ کو خدا کی قسم جب امام کے رد پر پہنچے گا تو میری طرف سے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیکھنے گا اور میری طرف سے تسلیم عرض کیے گا۔ حبیب نے عرب کے رسم و رواج کے موافق حجاب و کساحۃ، کہہ کر اقرار کیا اور جلد جلد گھوڑے کو زین سے آراستہ کر کے غلام کو دے کر کہا کہ خبردار کسی کو اطلاع نہ ہو۔ فلان مقام پر پہنچ کر میرا انتظار کرنا۔

حبیب بن مظاہر نوجہ سے رخصت ہوئے اور اہل کوفہ کے خوف سے گھر سے خفیہ نکل کر اس شان سے روانہ ہوئے جیسے اپنی زراعتوں پر جاتے تھے۔ درحقیقت حبیب کا یہ سفر کشت عمل کے لئے تھا، اس سے ہیتر کبیتی نہ تھی کہ آنحضرت کی تحصیل ہو۔

حبیب خفیہ راستے طے کر رہے ہیں اور غلام انتظار کے لمحات بے چینی

اور رہا ہے۔ حتیٰ کہ نلکے پر حبیب پہنچ گئے تو یہ سنا کہ غلام گھوڑے پر رہا ہے کہ اگر میرا آقا نہ آیا تو میں تجھ پر بیٹھ کر نبی زادے کی مدد کرونگا۔ نے جو یہ دلولہ دیکھا تو اس کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔

اتھ مل کر کہنے لگے۔ میرے مال باپ خدا ہوں آپ پر لے فرزند لولہ سے فرودشی کی تمنا کرتا ہے تو آزاد کو نصرت کا زیادہ حق ہے۔ حبیب اس کے عقیدہ کی پختگی کی وجہ سے آزاد کر دیا۔ اس نے رو کر جواب دے میرے سردار خدا کی قسم میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا جب تک امام میں نہ پہنچ لوں۔ اور نصرت امام کہے ان کے سامنے قتل حبیب نے غلام کے کلام کو بڑے استحسان کی نظر سے دیکھا اور مجھے نہیں معلوم کہ غلام ساتھ رہا یا واپس کر دیا گیا۔ شہد کے سلسلہ میں اس کی شہادت کا تذکرہ نہیں ملتا، ممکن ہے حبیب نے اس کر دیا ہو۔ غلام کا ساتھ ہونا تو شہادت میں ہے۔ مگر یہ مسلمہ حقیقت مسلم بن عوسجہ اور حبیب بن مظاہر مگر کہہ پر ساتھ ساتھ پہنچے، یا تو ساتھ مل کر نہ کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے یا علی کوفہ ساتھ ہو گیا تھا۔ لیکن مسلم بن عوسجہ کی یہ ہمت قابل داد ہے کہ پھر آشوب راہ میں جہاں کو لے کر چلے، تقریباً تمام مقابل میں کہ مسلم بن عوسجہ کی بیوی نے فرزند کو آلات حرب سے آراستہ جہاں ضروریں بھیجا اور بارہ گے بعد یتیم بیٹا بھی اسلام کے کام آیا اور فرزند کے ساتھ ہو جانے سے حبیب کی مشکلات میں یقیناً

اضافہ ہو گیا ہوگا۔

حییب گھوڑا سر پٹ دوڑاتے ہوئے خدمتِ امام میں چلے واپس ان کا بیٹے حسینی سے اشتہار تھا۔ کوفہ کی طرف سے گرد آٹھی اور امام علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا کہ اس بار حویں نشان کا حق دار وہ آپہنچا۔ جب حییب کو انصار حسینی نے آتے دیکھا تو مسرت کی حد نہ رہی۔ حییب دُود ہی سے گھوڑے پر سے کود پڑے اور امام علیہ السلام کی خاکِ قدم پر بوسہ دیا اور ابدیدہ ہو کر امام علیہ السلام اور اصحاب پر سلام کیا، پھر امام کی خدمتِ عالی میں اپنی زوجہ کا سلام شوق پہنچایا۔

حییب کے آنے سے سپاہِ قیل میں وہ رُوحِ دوڑ گئی کہ خرم سرا میں بھی خبر پہنچی۔ جنابِ ترنم کبریٰ نے دریافت کیا کہ کون آیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ ”حییب بن مظاہر اسدی“ یہ سن کر خاتونِ قیامت کی دُختر نے خادموں کو بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے حییب کو سلام کہہ دو۔ حییب نے اس بے پناہ عزت کو دیکھ کر اپنے مُنہ پر طاپٹھے مارے اور سر پر خاک ڈالی اور کہا کہ ”میرا بھی یہ مرتبہ کہ دخترِ امیر المؤمنین ہمیں سلام کہیں“ (سوانح حیات حییب بن مظاہر اسدی)۔

کر بلا بیچ کر آپ نے پوری کوشش کی کہ بنی اسد سے کچھ مددگار لے آئیں اور اس کے لئے آپ نے کافی جدوجہد کی، یہاں تک کہ ۹۰ آدمیوں کو تیار کر لیا۔ لیکن عمر سعد کی مزاحمت سے امام حسینی تک نہ پہنچ سکے۔ شبِ عاشور ایک شب کی ٹہلت کے لئے جب حضرت عباس

عمر سعد کی طرف گئے تھے تو حییب ابن مظاہر بھی ان کے ہمراہ تھے۔ نمازِ عصر عاشوراء کے موقع پر حییب ابن نمیر کی بدکلامی کا جواب آپ ہی نے دیا تھا اور اس کے اس کہنے پر کہ ”حسین کی نماز قبول نہ ہوگی“ آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کے مُنہ پر تلوار لگائی تھی۔ اور بروایتِ ناسخ ایک ضرب سے حییب کی ناک اڑا دی تھی:

آپ نے موقعِ جنگ میں کارِ نمایاں کئے تھے۔ آپ اذنِ جہاد لے کر میدان میں نکلے اور تبر و آؤ مائی میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ بائیسٹھ دشمنوں کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔

تاریخ میں ہے کہ حییب بن مظاہر نے بڑی بے جگری سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ اسلام کی خاطر جنگ کی۔ وہ اس سلسلہ میں لوہے کے پہاڑوں سے ٹکراتے اپنے سینے سے نیزوں کا استقبال اور اپنے چہرے سے تلواروں کا غیر مقدم کیا۔ انھیں امان اور دولت کا لالچ بھاریا تھا۔ مگر وہ یہ کہتے تھے کہ ہم اسلام کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور رسولِ کریم کی خدمت میں سرخرو ہونے کی سہی کر رہے ہیں۔ ہمیں امان کمال دُنیا کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حییب بن مظاہر جب جنگ کے لئے نکلے تو کمال جاں نثاری سے خوب ہنسنے لگے۔ زید بن حیین بھڑائی نے کہا۔ یا اخی لیس هذا اسلعة ضحک لے لی یہ تو ہنسنے کا وقت نہیں ہے اور آپ ہنس رہے ہیں حییب بن مظاہر نے فرمایا۔ ”فای موضع احق من هذا بالسود“ اگر یہ وقت خوشی

کانہیں ہے۔ تو پھر بتاؤ کہ وہ کونسا وقت آئے گا۔ جو خوشی کا ہوگا۔ سُورہ تو بہت زیادہ خوشی کا وقت ہے، کیونکہ اس وقت تلوار میں ہمارے گلے سے ٹیس گی اور ہم حورالعین کو گلے لگائیں گے۔ (سفینۃ البحار ج ۱ ص ۲۰۳)

مورخین کا کہنا ہے کہ بدیل ابن حرم صفائی نے آپ پر تلوار لگائی، اور بنی تمیم کے ایک شخص نے نیزہ مارا اور حسینؑ بن نمیر نے مسند تلوار لگائی اور آپ گھوڑے سے گر پڑے۔ اس وقت ایک قبی نے سر کاٹ لیا۔

حبیبت کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے انتہائی درد انگیز لہجہ میں کہا: اے حبیبِ خدا تم پر رحمت نازل کرے، میں تم کو اور اپنے اصحاب کو خدا سے لول گا۔

ماہیتیں صفحہ ۲۰۳ میں ہے کہ حبیبؑ ابن مظاہر کا قاتل بدیل ابن حرم ہے۔ یہ ابن زیاد سے ایک ستواؤں ہم انعام لے کر جب روانہ ہو رہا تھا، تب اس نے ابن زیاد سے حبیبؑ کا سر مانگ لیا اور اُسے گھوڑے کی گردن میں لٹکا کر مکہ منظر پہنچا۔ یہاں حبیبؑ کے ایک فرزند سے ملاقات ہو گئی۔ انھوں نے پتھر مار کر بدیل کو قتل کر دیا، اور اپنے باپ کے سر کو لے کر مقام معلیٰ میں جو اب "لاس الحبیب" کے نام سے مشہور ہے وطن کر دیا۔

(۵۷)

ابو ثمامہ عمرو بن عبد اللہ الصید اسی

آپ کا پورا نام عمرو بن عبد اللہ بن کعب بن شریل بن شریل

بن عمرو بن عقیم بن حاشد ابن حشم بن بیرون بن عوف ابن ہمدان الصائدی الصیدادی تھا اور کینت الاثمامہ تھی۔

آپ تابعی تھے، آپ کا شمار حضرت علیؑ کے صحابہ میں تھا۔ آپ نے حضرت علیؑ کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت کی تھی۔ آپ بڑے شہسوار اور شیعوں میں بڑی عظمت و شوکت کے مالک تھے۔ امیر المؤمنینؑ کے بعد امام حسینؑ کی خدمت میں رہے۔

حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ جب کوفہ تشریف لائے تو آپ نے ان کی پوری امداد کی۔ ان کے لئے اسلحہ خریدے اور دارالامارہ پر حملہ میں بنی تمیم ہمدان کی قیادت کی۔ حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد آپ چند یوم روپوش رہے پھر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

کر بلا پہنچنے کے بعد ابن سعد نے کثیر ابن عبد اللہ شیبی کے ذریعے سے امام حسین علیہ السلام کے پاس ایک پیغام بھیجا۔ قاصد چاہتا تھا کہ ہتھیار لے لے۔ امام حسینؑ سے ملے۔ مگر ابو ثمامہ نے اس کو کامیاب نہ ہونے دیا اور وہ بغیر پیغام پہنچائے واپس چلا گیا۔

نماز پھر کے لئے آپ نے عین ہنگامہ کارزار میں امام حسین علیہ السلام سے درخواست کی کہ نماز جماعت ہونی چاہیے۔ چنانچہ امام مظلوم نے نماز پائی۔ پھر جنگ کے موقع پر آپ نے کمال دلیری سے شمشیر زنی کی۔ آپ کے چچا زاد بھائی قیس ابن عبد اللہ الصائدی نے آپ کی مدد کر دیا۔

۵۸) انیس بن معقل الاحمسی

آپ آلِ محمد کے جاں نثار اور خاص دوست اور صلہ میں تھے۔ یوم عاشوراء آپ نے اذنِ جہاد حاصل کیا اور میدان میں آکر نہایت دلیری اور بہادری سے لڑے۔ آپ نے دس دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد شہادت پائی۔

۵۹)

جابر بن عروۃ الغفاری

آپ صحابی رسول تھے۔ آپ نے سرود کائنات کی موجودگی میں جنگ بدر و حنین وغیرہا میں شرکت کی تھی۔ آپ نہایت کبیر السن اور ضعیف تھے۔ کربلا میں یوم عاشوراء جب نبرد آذانی کے لئے نکلے تو آپ نے علمہ سے کمر اور ایک کپڑے سے اپنی پلوں کو اٹھا کر ہانڈھ لیا تھا۔ اذنِ جہاد کے بعد زبردست جنگ کی، اور ساتھ آدمیوں کو قتل کر کے خود شہید ہو گئے۔

۶۰)

سالم مولیٰ عامر العبیدی

آپ اپنے مالک عامر بن مسلم عبیدی کے ہمراہ مکہ معظمہ میں حاضر خدمت

یوم حسین علیہ السلام ہوئے۔ آپ کے مالک جناب عامر حضرت امیر المؤمنینؑ کے شیعوں میں سے تھے، اور بصرہ کے رہنے والے تھے۔ مکہ سے امام حسینؑ کے ساتھ السلام کے ہمراہ رہے اور کربلا میں اپنے مالک کی معیت میں شہید ہوئے۔

۶۱)

جنادہ ابن کعب الخزرجی

آپ کا پورا نام جنادہ بن کعب بن الحرث الانصاری الخزرجی تھا۔ آپ یوم خزیج کی یادگار تھے۔ آلِ محمد کی محبت کا شرف رکھتے تھے۔ مکہ معظمہ میں جا کر امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ ہو گئے تھے۔ آپ کے اہل و عیال آپ کے ہمراہ تھے۔ یوم عاشوراء آپ نے اٹھارہ دشمنوں کو قتل کیا اور خود اسلام پر قربان ہو کر بارگاہِ محمدؐ و آلِ محمدؑ میں سرخرو ہو گئے۔

۶۲)

عمر بن جنادہ الانصاری

آپ اپنے والد ماجد جنادہ کے ہمراہ مکہ معظمہ ہوتے ہوئے کربلائے معلیٰ تھے۔ آپ کم سن تھے، آپ کی مادر گرامی بھی ساتھ ہی تھیں۔ جناب جنادہؑ شہادت کے بعد مال نے بیٹے کو آلاتِ حرب سے آناستہ کر کے اذنِ جہاد کی خاطر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ امام حسینؑ نے انا، بیٹے ابھی ابھی تمہارے باپ نے شہادت پائی ہے۔ میں تمہیں

کی اجازت دے کر کیسے تمہاری ماں کو ناپااض اور زنجیدہ کر سکتا ہوں۔ اس نے عرض کی مولا! مجھے میری ماں۔ تیار کر کے بھیجا ہے۔ اس کے بعد امام حسین نے جنگ کی اجازت دی اور ابن جنادہ میدان میں جا کر شہید ہو گئے۔ آپ کی شہادت کے بعد دشمنوں نے آپ کا سر کاٹ کر خیام حسینی کی طرف پھینکا۔ عمر بن جنادہ کی ماں نے سر کو اٹھا کر آنکھوں پر بوسہ دیا اور پھر اس کو واپس پھینک کر قاتل کے سینہ پر دے مارا، اور وہ قتل ہو گیا۔

(۶۳)

جنادہ بن الحمرث سلمانی

آپ قبیلہ مدج کی ایک شاخ مراد کے بائراؤ فرزند تھے۔ آپ کو سلمانی خاندان کے اعتبار سے کہا جاتا تھا۔ آپ کوفہ کے رہنے والے اور آل محمد کے دو ستاروں میں سے تھے۔ آپ کی شخصیت بہت مشہور تھی، اور آپ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب خاص میں سے تھے۔

آپ نے جناب مسلم بن عقیل کی کوفہ میں پوری رفاقت کی، اور ان کی حمایت میں اپنا فریضہ ادا کیا۔ پھر وہاں سے رات کے وقت روانہ ہو کر خدمت امام حسین میں ہوئے اور تاحیات ساتھ رہے۔

کربلا میں یوم عاشورا نہایت دلیری کے ساتھ جنگ کی اور زعفر میں گھر گئے۔ آپ کو بچانے کے لئے حضرت عباس تشریف لے گئے اور

بچا کر واپس لائے۔ پیاس کے غلبہ نے بے چین کر رکھا تھا۔ پھر دوبارہ میدان میں جا کر شہید ہو گئے۔

(۶۴)

عالمس ابن شیبہ اشکاری

آپ کا پورا نام اور نسب عالمس ابن ابی شیبہ بن شاکری بن ربیعہ بن مالک بن صعصعہ بن معاد یہ ہیں کثیر بن مالک بن جشم بن عاصد جہدانی شاکری تھا۔ آپ قبیلہ بنی شاکر کی یادگار تھے۔

آپ نہایت بہادر رئیس، عابد شب زندہ دار اور امیر المؤمنین کے حلقہ حلقہ ترین ماننے والوں میں تھے۔ آپ کے قبیلہ بنی شاکر پر امیر المؤمنین کو بڑا اعتماد تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے جنگ صفین میں فرمایا تھا کہ اگر قبیلہ بنی شاکر کے ایک ہزار افراد موجود ہوں تو دنیا میں اسلام کے سوا کوئی مذہب باقی ہی نہ رہے۔

جب جناب مسلم بن عقیل کوفہ منہ تھے تو آپ نے سب سے پہلے تعادون کا یقین دلایا تھا اور ان کے کوفہ کے دوران قیام میں ان کی پوری مدد کی تھی۔ پھر جناب مسلم کا خط لے کر مکہ منظرہ امام حسین کے پاس گئے اور انھیں کے ہمراہ کر بلائے گئے اپنے۔

یوم عاشورا جب آپ میدان میں تشریف لائے اور مبارک طلہ کی تو کوئی بھی آپ کے مقابلہ کے لئے نہ نکلا۔ بالآخر آپ پر اجتماعی طور پر

پتھر اڑا کیا گیا، پھر بے شمار افراس نے بل کر حملہ کر کے شہید کر دیا۔ اس کے بعد سر کاٹ لیا۔

(۶۵)

شوذبؓ ابن عبداللہ الجملانی

آپ جناب عابلس شاکری کے غلام اور بڑے بہادر۔ زبردست شہسوار اور نمودار شیعہ تھے۔ آپ حضرت امیر المومنینؑ سے احادیث کی روایت کیا کرتے تھے۔

آپ اپنے مالک جناب عابلس کے ساتھ جب کہ وہ خط مسلم بن عقیل لے کر مکہ تشریف لے گئے انھیں کے ہمراہ مکہ معظمہ گئے اور تارکطاس تھے۔ یہاں تک کہ یوم عاشوراء نہایت دلیری کے ساتھ اسلام پر قربان ہو گئے۔

(۶۶)

عبدالرحمن بن عمرو الخفاری

آپ کا پورا نام عبدالرحمن بن عمرو بن حمران الخفاری تھا۔ آپ کو ذہ کے شرفاً میں سے تھے۔ آپ نہایت شجاع اور بڑے بہادر تھے۔ ان کے دادا حمران اصحاب امیر المومنینؑ میں سے تھے۔ انھوں نے جنگ جمل و صفین و نہروان میں حضرت علیؑ کے ہمراہ ہو کر جنگ کی تھی۔ کربلا میں امام حسینؑ

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ امام حسین علیہ السلام سے صلح نہ ہو سکے گی۔ تو آپ میدان میں آئے اور نہایت دلیری سے لڑ پھر لڑ کر درجہ شہادت حاصل کر لیا۔

(۶۷)

حراث بن امر و اقیس الکنذی

آپ عرب کے شجاعوں میں مشہور تھے۔ آپ بڑے عابد اور زبردست زاہد تھے۔ اسلامی جنگوں میں اکثر آپ کا ذکر آیا ہے۔ آپ لشکر ابن مسعود کے ساتھ کربلا آئے تھے اور جب تک صلح کی بات چیت ہوتی رہی آپ کو عاقبت کی فکر نہیں ہوئی۔ لیکن یہ طے ہو جانے کے بعد کہ امام حسینؑ کا خون ضرور بہایا جائے گا۔ ان کے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ آپ لشکر عمر سعد سے نکل کر خدمت امام علیہ السلام میں حاضر ہو گئے۔ اور یوم عاشوراء زبردست نبرد آزمائی کے بعد جام شہادت نوش فرمایا۔

(۶۸)

یزید ابن زیاد البدلی

آپ کا پورا نام یزید ابن زیاد بن مہاجر الکنذی البدلی تھا، اور کنیت ابو الشعثا تھی۔ آپ اپنی قوم کے شریف اور سردار تھے۔ آپ کو فنون جنگ میں بڑی مہارت تھی۔

آپ کو ڈسے بھل کر مگر کے رسالہ سے پہلے امام حسین علیہ السلام سے جاملے تھے اور کوڈ کے تمام حالات سے آپ کو باخبر کیا تھا۔ مگر کے لشکر کے آجانے کے بعد ابن زیاد نے ایک خط مالک بن نسر کندی کے ذریعہ مگر کو بھیجا تھا۔ ابن نسر خط دے کر اور جواب لے کر جانے ہی والا تھا۔ کہ آپ نے اُس سے ملاقات کر کے اُس کے طرز عمل پر انہماک افسوس کیا۔ افسس نے اطاعت یزید ملعون کا حوالہ دے کر انھیں خاموش کرنا چاہا۔ لیکن آپ نے اُس کے جواب میں کہا کہ یزید لعین کی اطاعت خدا کی ناراضی سے نہیں بچا سکتی تھی خدا اور رسول کو منہ دکھانا ہے۔

یوم عاشورا آپ میدان کارزار میں آئے اور نہایت بے جگری سے لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے گئے اور آپ زمین پر آ رہے۔ اُس وقت آپ کے ترکش میں سواتیر تھے آپ نے انھیں لشکر کفار کی طرف پھینکا جس کے نتیجہ میں ۹۵ دشمن ہلاک ہوئے۔ یعنی صرف پانچ تیر خالی گئے۔ آپ کے ہر تیر کے ساتھ امام حسینؑ دغاے کامیابی دیتے تھے۔

تیروں کے ختم ہو جانے کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور تلوار سے حملے کرنے لگے۔ یہاں تک کہ در بڑ شہادت حاصل کر لیا۔

(۹۹)
ابو عمر و، اشعری

آپ عابد شب زندہ دار نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کو

محبت آل محمدؑ میں بے انتہا شغف تھا، آپ فتون جنگ سے بہت زیادہ آگاہ تھے۔

یوم عاشورا آپ نے شیر گرسنے کی طرح بے شمار حملے کئے اور بے انتہا لوگوں کو فنا کے گھاٹ اُتارا۔ بالآخر آپ کو دشمنوں نے ہمدوں طرف سے گھیر لیا اور ہر قسم کے حملے آپ پر کرنے لگے۔ یہاں تک کہ قبیلہ بنی ثعلبہ کے ایک بد بخت عامل بن ہنشل نے آپ کو شہید کر دیا۔

(۱۰۰)

جناب بن حجب الخولانی الکندی

آپ اپنے قبیلہ کے چشم دھران تھے۔ محبت آل محمدؑ میں بڑا اچھا مقام رکھتے تھے۔ آپ کا شمار معزز اور نودار شیعوں میں تھا۔ آپ کو امیر المؤمنین کے اصحاب میں بھی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ امام حسینؑ کی مدد کے لئے اپنے وطن سے چل کر آئے تھے۔ آپ مگر کے پہنچنے سے پہلے پہنچ کر حضرت کے ہمرکاب ہو گئے تھے، اور امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت میں عمرتن مشغول رہے۔

یوم عاشورا آپ نے کمال دلیری کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کیا تھا۔ آخر کار فرزند رسولؑ کی حمایت میں جنت کے راستے پر جا گئے تھے اور شرف شہادت حاصل کر کے بارگاہ رسولؑ میں مسرور ہو گئے۔

سلمان بن مضارب اللخامی

آپ کا پورا نام سلمان بن مضارب بن قیس الاناری الجعلی تھا۔ آپ زہیرِ قین کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ آپ نہایت دلیر اور بیعت آپ تھے جاننا تھے۔

سنتِ صحیحہ میں زہیرِ قین کے ہمراہ آپ بھی حج کو گئے تھے، اور زہیرِ قین کے ساتھ ہی مشرفِ طامات امام حسینؑ سے مشرف ہوئے تھے۔ مکہ سے روانہ ہو کر حسین جگہ سے مشرف نہیں حاصل کیا تھا، اسی جگہ یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ امام حسینؑ کا اب ساتھ چھوڑنا نہیں ہے۔ چنانچہ آپ ہمراہ رہے اور یوم عاشوراء بعد نمازِ ظہر مشرفِ شہادت سے مشرف ہو کر امام حسینؑ کی دیکھیا ماں حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی نظروں میں ممتاز ہو گئے۔

مالک بن عبداللہ الجباری

آپ کا نام نامی مالک بن عبداللہ بن مرحل بن جابر الجباری تھا۔ قبائل جہدان سے بنی جابر بھی ایک قبیلہ ہے۔ جناب مالک بن عبداللہ اسی قبیلہ جابر سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نہایت بہادر اور انتہائی منصف مزاج تھے۔ آلِ محمدؑ کی محبت آپ کے دل میں بھری ہوئی تھی، اور اہل بیت رسولؑ

کی خدمت کو آپ اپنا فریضہ جانتے تھے۔

یوم عاشوراء سے پہلے آپ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ صبح عاشوراء سے آپ ہنگامہ کارزار میں باہر بار و ڈھونڈ کر نئے کے بعد باہر گریاں حاضر خدمت ہو کر عرض بردار ہوئے مولاً! اب اجازت بھائی مجھے امام حسینؑ نے فرمایا، میرے بھائی گریہ مت کرو۔ عنقریب تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ مالک ابن عبداللہ نے عرض کی۔ مولاً! ہم آپ کی بے بسی، بے کسی اور آپ کے بچوں کی انتہائی پیاس کی وجہ سے گریہ کرتے ہیں۔ مولاً! اس کے سوا اور کوئی چارہ ہمارے پاس نہیں کہ ہم آپ پر اپنی جان نثار کر دیں۔ الغرض امام نے اجازت دی اور آپ مددگاہ میں پہنچ کر نبرد آزما ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ گھوڑے سے گرے اور امام حسینؑ کو باوازِ بلند سلام کیا آپ نے جواب سلام کے بعد فرمایا: ونحن خلفک میرے دفا دار بہادر۔ تم نانا کی خدمت میں چلو۔ میں تمہارے پیچھے بہت جلد آ رہا ہوں۔

دنیا کے اسلام کی شہرہ آفاق کتاب

تاریخ احمدی (مواضعات)

مؤلفہ: نواب شیخ احمد حسین صاحب خان بہادر آف ہریانواں ضلع پرتاب گڑھ۔
کتابت مجددہ۔ آفٹھ چھپائی۔ بدیہ مناسب
ہلنے کا پتہ: امامیہ کتب خانہ منگل حویلی، اندرون مسجد واہ لہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اٹھارہ بنی ہاشم کی قربانیاں

کانثار کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے اصحاب ہامنا اور موالیان باوفا کے بعد آپ کے اعزاء، اقرباء، برادران اور اولاد اسلام پر بھینٹ چڑھنا شروع ہو گئے اور انھوں نے اپنی بے نظیر قربانیوں سے اسلام کو سدا بہار بنا دیا۔

①

عبد اللہ بن مسلم

آپ حضرت مسلم بن عقیلؓ کے شہید کردہ "کے فرزند حضرت امام حسینؓ شہید کربلا کے بھانجے اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی "رقیۃ" اور نانی کا نام نامی صبا بنت عباد بن ربیعہ بن یحییٰ بن عبد اللہ بن مطلقہ تھا۔ آپ قبیلہ بنی ثعلبہ کی ایک معزز فرد تھیں۔ آپ کی کینت اہم جیبہ تھی۔

آپ نے کربلا کے میدان میں اصحاب کے بعد سب سے پہلے اپنے کو اسلام پر قربان کیا ہے۔ آپ یوم عاشورا حضرت امام حسینؓ علیہ السلام

سے رخصت ہونے کے بعد میدان جنگ میں پہنچے اور رجز، ٹھوکرا حملہ کناں ہوئے آپ نے انتہائی عطش کے باوجود تین زبردست حملے کئے جن میں فتنے دشمنوں کو قتل کیا۔ دوران جنگ میں عمرؓ ابن صلیح میدادی نے آپ کی پیشانی کو تیر سے تاکا۔ آپ نے ہمت قائم رکھی، فطرت ہاتھ پیشانی پر رکھ دیا۔ تیر اس طرح لگا کہ آپ کا ہاتھ پیشانی سے ہموست ہو گیا۔ اس نے پھر ایک اہل تیر مارا۔ آپ زمین پر تشریف لائے اور شہادت پائی۔

②

محمد ابن مسلم

عبد اللہ ابن مسلم بن عقیلؓ کو خاک و خون میں لٹے ہوئے اٹکے بھائی محمد بن مسلم نے دیکھا، یہ سماں دیکھ کر آپ بے چین ہو گئے اور امام حسینؓ سے فوراً اذن جہاد لینے کے بعد میدان میں جا پہنچے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر متعدد حملے کئے اور کئی دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اُتار کر خود جام شہادت نوش کر لیا۔ آپ کو ابو جہم ازدی اور لقیطہ ابن ایاس جہمی نے قتل کیا ہے۔

③

جعفر بن عقیل

آپ حضرت عقیلؓ بن ابی طالب کے فرزند تھے۔ آپ کی والدہ "وصا" بنت عمرو بن عامر بن ہصان بن کعب بن عبد بن ابی بکر ابن کلاب عامری

تھیں اور آپ کی نانی ریطہ بنت عبد اللہ بن ابی بکر تھیں۔

آپ یوم عاشوراء اذن جہاد لے کر میدان میں پہنچے اور آپ نے دشمنوں پر زبردست حملہ کیا، تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد پندرہ دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ بالآخر بشر بن خوط کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

(۴)

عبد الرحمن بن عقیل

آپ حضرت عقیل بن ابی طالب کے بیٹے تھے۔ آپ اذن جہاد لے کر میدان میں تشریف لے گئے اور کمال عطش کے باوجود آپ نے سترہ دشمنوں کو قتل کیا۔ بالآخر بدست عثمان بن خالد بن اٹیم جہی اور بشر بن خوط ہمدانی درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

(۵)

عبد اللہ ابن عقیل

آپ یوم عاشوراء اذن جہاد لے کر میدان جنگ میں تشریف لائے آپ نے زبردست جنگ کی اور بہت سے دشمنوں کو قتل کر ڈالا۔ آپ کو چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیر لیا۔ آخر کار آپ عثمان بن خالد ملعون کے ہاتھوں رابی جنت ہوئے۔

(۶)

موسیٰ ابن عقیل

آپ حضرت عقیل ابن ابی طالب کے فرزند تھے۔ یوم عاشوراء اذن جہاد لے کر میدان میں آئے۔ سترہ دشمنوں کو قتل کر کے سرور کائنات کی بارگاہ میں جا پہنچے۔

(۷)

عون بن عبد اللہ بن جعفر

آپ جناب عبد اللہ کے بیٹے اور حضرت جعفر طیار کے پوتے تھے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جناب زینب کبریٰ اور نانی حضرت فاطمہ الزہرا تھیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام جب مکہ معظمہ سے بعقد عراق روانہ ہوئے تھے تو جناب عبد اللہ نے مدینہ سے ایک علیینہ ارسال کیا تھا جس میں مرقوم تھا کہ آپ عراق کا سفر اختیار نہ کریں۔ کوفہ کے باشندے ہمیشہ بے وفا ثابت ہوئے ہیں۔

عبد اللہ ابن جعفر نے یہ خط عون و محمد کے ہاتھوں بھیجا تھا۔ صاحبزادے منزل حقیق میں امام حسین علیہ السلام سے ملے۔ عبد اللہ نے حاکم مدینہ سے امام حسین کے لئے ایک امان نامہ بھی لکھوایا تھا جسے حاکم مدینہ کے بھائی

یعنی کے ذریعہ ارسال کیا اور خود بھی بھولتے منزل ذاتِ عراق میں امام حسینؑ سے جا ملے۔

امام حسینؑ نے عبداللہ ابن جعفرؑ کی سعی کے جواب میں نانا کا خواب پیش فرمایا، اور مدینہ جانے سے انکار کر دیا۔

عبداللہ ابن جعفرؑ جو اس وقت طویل تھے، انھوں نے اپنے دونوں بیٹوں عونؑ و محمدؑ کو امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت میں چھوڑ دیا اور انھیں امام حسینؑ پر جہاں شہادت کی ہدایت کر کے چلے گئے۔

عونؑ و محمدؑ امام حسینؑ کی خدمت میں رہے اور صبح عاشورا اسلام پر قربان ہو گئے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب عونؑ بن جعفرؑ میدان میں آئے تو رجز کے اشعار پڑھے۔ جس میں انھوں نے کہا کہ میں شہید اسلام حضرت جعفرؑ طیار کا پوتا ہوں، جنھیں خدا نے جنت میں پرواد کے لئے دو مردین پر عطا کئے ہیں۔ اس کے بعد آپؑ نے حملے شروع کر دیئے۔ آپؑ نے کمن اور بے انتہا پیاسے ہونے کے باوجود ۳ سوار اور اٹھارہ پیادوں کو داخل چترم کیا۔ آخر کار عبداللہ ابن قطنہ بنحانی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپؑ کی شہادت کے سلسلے میں جناب زینبؑ کے تاثرات کتاب ”ذکر البیاس“ مطبوعہ لاہور میں ملاحظہ کئے جائیں۔ تاریخ میں ہے کہ عبداللہ ابن جعفرؑ کو جب مدینہ میں آپؑ کی خبر شہادت پہنچی، تو آپؑ نے خدا کا شکر کیا کہ میری قربانی بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوگئی۔ تعزیت کے سلسلے میں

جب اہل مدینہ جمع ہوئے تو جناب عبداللہ کے غلام و ملازم ابوالاس نے کہا کہ ہمارے گھرو پر ان بچوں کے قتل کی مصیبت امام حسینؑ کی وجہ سے آئی ہے۔ یہ سن کر عبداللہؑ روتے گئے اور انھوں نے غلام کو بھرتی سے مارا، اور کہا، افسوس کہ میں حاضر نہ تھا ورنہ میں اپنی قربانی پیش کر کے بارگاہِ رسالت میں شہر و توبہ

۸) محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار

آپ جناب عبداللہ کے فرزند اور حضرت جعفر طیار کے پوتے تھے۔ آپ کی ماں کا نام میری تحقیق کے مطابق حضرت زینبؑ تھا۔ آپ اپنے بھائی عونؑ بن جعفر کے بعد میدان میں تشریف لائے، اور دشمنوں سے نبرد آزما ہوئے۔ کہنی، اور پھر اس پر پیاس کا غلبہ، لیکن آپ کی ہولالت کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسی نازک حالت میں بھی آپؑ نے دس دشمنوں کو قتل کیا۔ آپ نبرد آزمانی میں مشغول تھے کہ دشمنوں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا۔ بالآخر آپؑ حاضر ہوئے نسل ملعون کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۹) عبداللہ الاکبر (عرف عمر بن الحسن)

آپ حضرت امام حسن علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کی کنیت ابو بکر تھی۔ آپ کی مادری گرامی کا نام رطلہ اور بردنتے لقب تھا۔ آپ میدان

میں تشریف لائے اور زبردست حملے کئے۔ بالآخر آپ اسی آدمیوں کو قتل کر کے بدست عبداللہ بن عقبہ غنوی شہید ہو گئے۔

(۱۰)

قاسم بن الحسن

آپ امام حسن علیہ السلام کے فرزند اور امام حسین علیہ السلام کے حقیقی بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ رگہ تھیں۔ آپ یوم عاشورا امام حسین سے باصرار تمام اجازت حاصل کر کے میدان میں پہنچے۔ آپ جوان رعنا اور نہایت بہادر تھے۔ آپ نے میدان جنگ میں پہنچ کر ایسی جنگ کی کہ دشمنوں کی ہمیں پست ہو گئیں۔ آپ کے مقابلہ میں کئی پلین دشمن آئے لیکن آپ نے اپنے شیرازہ دلیرانہ حملوں سے ایک کو بھی بچ کر نہ جانے دیا۔ ازرق شامی جیسے بہادر کو آپ نے اس طرح پھاڑا کہ لوگ حیران رہ گئے۔ بالآخر آپ کو چاروں طرف سے گھیر کر گھوڑے سے گرا دیا۔ آپ پر جس کا زیادہ کاری دار لگا وہ عیمر بن نضیل اندی تھا۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ کا جسم مبارک زندگی ہی میں ہا مال تم آپاں ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک کہ بلا میں عبد قاسم کی روایت درست نہیں ہے۔

(۱۱)

عبداللہ ابن الحسن

آپ حضرت امام حسن کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدہ بنت شہل

بن عبداللہ بملی تھیں۔ شہل صحابی رسول تھے۔ کہ بلا میں آپ کی عمر حدوداً بیس سال نہ پہنچی تھی۔ آپ میدان میں تشریف لائے اور زبردست جنگ کی۔ بالآخر ۱۲ دشمنوں کو قتل کر کے بدست ہانی ابن شہدت حضری شہید ہو گئے۔

ایک روایت کی بناء پر آپ کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ نے امام حسین کو گراب مصائب میں دیکھ کر اٹنی کی عظمت کا ارادہ کیا، اور ایک چوبیس خیمہ لے کر میدان کو روانہ ہوئے۔ مخدرات حضرت نے ہر خیمہ پر ایک کورہ کا، مگر آپ نکل ہی گئے۔ میدان میں پہنچ کر آپ امام حسین کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔ بجز ابن کعب نامی دشمن نے امام حسین پر تلوار چھوڑی اور عبداللہ نے اپنے ہاتھوں پر روکا، جس کے نتیجہ میں آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔

(۱۲)

عبداللہ ابن علی

آپ بطحی جناب ام البنین سے حضرت علی کے بیٹے اور حضرت جہان مدار سے نکلا کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ جناب عباس کی ہدایت کے بموجب یوم عاشورا کہ بلا میں نبرد آزمائی کے لئے نکلے اور زبردست جنگ کر کے بدست ہانی ابن شہدت حضری طعون شہید ہوئے۔

(۱۳)

عثمان بن علیؓ

آپؓ بھی حضرت عباس علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے۔ ماشور کے دن حسبِ ہدایت حضرت عباسؓ آپؓ بھی نبرد آزما ہوئے، اور نہایت زبردست جنگ کے اہم مخالفت میں پھیل چادی۔ آخر کار خوبی شقی نے پیشانی اقدس پر ایک تیر مار کر آپؓ کو بے حال کر دیا اور قبیلہ ابان بن دارم کے ایک شخص نے تلوار سے شہید کر دیا۔

شہادت کے وقت آپؓ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ آپ کا نام حضرت علیؓ نے عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا تھا۔

(۱۴)

جعفر بن علیؓ

آپؓ بھی حضرت عباس علیہ السلام کے جینتی بھائی تھے علماؤں کو بلا کی حسبِ خواہش و ہدایت آپؓ بھی یرم ماشور امام حسین علیہ السلام پر قربان ہونے کے لئے برآمد ہوئے۔ میدان میں پہنچ کر آپؓ نے زبردست جنگ کی اور بہت سے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ بالآخر آپؓ بدستِ خوبی میں زید و بردستے مانی ابن ثنیمت الحضرمی شہید ہو گئے۔

شہادت کے وقت آپؓ کی عمر ۲۱ سال کی تھی۔ آپ کا نام امیر المؤمنین

نے جعفر طیار کی یادگاہ میں جعفرؓ رکھا تھا۔

(۱۵)

علمدار کربلا عباس بن علیؓ

ان جہادوں میں بنی ہاشم کی شہادت کے بعد حضرت علی اکبرؓ نے میدان میں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ آقا زادے یہ ناممکن ہے کہ میں زندہ رہوں اور تم دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔

آپؓ طلبِ رخصت اور حصولِ اذن کے لئے خدمتِ سرکارِ حسینؓ میں حاضر ہوئے۔ امام حسینؓ نے فرمایا کہ تم مکینہ کی بیاس کا بندوبست کرو۔ آپؓ مکینہ اور علم لے کر میدان میں تشریف لے گئے اور کار نمایاں کر کے پانی کی جدوجہد میں شہید ہوئے۔ آپؓ کے تفصیلی واقعات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ذکر العباسؓ مؤلفہ حقیر مطبوعہ لاہور۔

آپؓ کے مختصر حالات یہ ہیں کہ آپؓ ۴ شعبان ۶۰ھ مطابق ۶۲۷ء میں یرم سر شہنہ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ امام حسینؓ کے مستقل علمبردار لشکر تھے۔ آپؓ کو کربلا میں جہاد کی اجازت نہیں دی گئی۔ صرف پانی لانے کا حکم دیا گیا تھا۔ آپؓ کمالِ وقاداری کی وجہ سے ہر فرات میں داخل ہو کر پیاسے برآمد ہو گئے تھے۔ آپؓ کا داہنا ہاتھ خمیر میں پانی چھانک کر سیراب کیا گیا اور بائیں درتاک کی تلوار سے کٹا تھا اور بائیں ہاتھ کلیم ابن طفیل نے کاٹا تھا۔ شکر زہر پر تیر گھنے سے سا لاپانی بہ گیا تھا اور ایک تیر سینے پر گھنے سے آپؓ

زمین پر آگئے تھے۔ آپ کے سر ہدایت گدگدنا بھی لگا تھا۔ زمین پر گر گئے ہونے
 آپ نے امام حسینؑ کو آواز دی۔ امام حسینؑ نے اپنی مکرھام گرفتاری کی الان
 انکم ظہری لٹے میری مکرھام گئی۔ آپ کا لقب سقہ اور کنیت ابو الفضل
 دابو قریبہ تھی۔ آپ کی تاریخ شہادت میں مولانا رحمہ نے مصرعہ "مصرعہ سردین
 لا یریبے فیضے" سے نکالی ہے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۳۴ سال
 چند ماہ تھی۔ آپ نے اپنی شہادت سے قبل اپنے بیٹے فضل اور قاسم کو قریب
 کیا تھا۔ آپ کو کمال حسن کی وجہ سے "قربنی شام" کہا جاتا تھا۔

۱۶

حضرت علی اکبر علیہ السلام

آپ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے منجھلے بیٹے تھے۔ امیر المومنین حضرت
 علی علیہ السلام اور فاطمہ الزہراءؑ کے پوتے تھے۔ حضرت علیؑ کی شہادت کے دو
 سال بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ماں گرامی کا نام نامی "آہم بیلی"
 تھا۔ یہ بی بی ابو ہریرہؓ ابن عروہ ابن مسعودؓ کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ کا نام
 میمونہ بنت ابو سفیانؓ بن حرب بن امیہ تھا اور میمونہ کی ماں ابو العاص
 بن امیہ کی بیٹی تھیں۔

آپ صُدت ویرت میں پیغمبر اسلامؐ سے بہت مشابہہ تھے۔ آپ
 کا نام علی امین المؤمنینؑ، کنیت ابو الحسن اور لقب اکبر تھا۔ مدینہ سے روانگی کے
 وقت آپ نے اہل عصمت کے پردے کا خاص اہتمام کیا تھا۔

کہ بلا میں حضرت عباسؑ کی شہادت کے بعد آپ میدان میں تشریف
 لائے۔ اور زبردست نبرد آزمائی کے بعد پیاس سے بے حال ہو کر امام حسینؑ
 کی خدمت میں واپس تشریف لے گئے۔ بابا جان پانی پلا دیجئے۔ امام حسینؑ
 پانی کی کوئی سیبل نہ کر سکے۔ آپ پھر میدان میں واپس آئے اور نبرد آزمائی
 کرنے لگے۔

علامہ نے لکھا ہے کہ علی اکبرؑ کو جب امام حسینؑ پانی نہ دے سکے تو کہا
 میرے منہ میں اپنی زبان دے دو۔ علی اکبرؑ نے زبان تو دے دی۔ لیکن فرما
 باہر کھینچ لی اور کہا، بابا جان! آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ
 خشک ہے۔ اس کے بعد امام حسینؑ نے ایک انگشتری لُٹن کے منہ میں
 دے دی اور علی اکبرؑ واپس میدان جنگ میں چلے گئے۔

میدان میں جا کر آپ نے ۱۲۰ دشمنوں کو قتل کیا، یہاں تک کہ منقذ
 ابن مرہ عمیدی نے آپ کے گلوٹے ٹیادکت پر تیر اور ابن نمیر نے سینہ اور اس
 پر دو تیر مارا جس کے صدر سے آپ زمین پر تشریف لائے۔ آپ نے
 آواز دی۔ بابا! خبر لیجئے۔ امام حسینؑ اطفال و خیراں پہنچے۔ آپ سے پہلے
 حضرت زینبؑ علی اکبرؑ کے پاس پہنچ چکی تھیں۔ بچوں کی مدد سے آپ لاش اکبر
 پرہ میں لے آئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

۱۷

محمد بن ابی سعید بن عقیل

آپ حضرت عقیل بن ابی طالبؑ کے بیٹے تھے۔ حضرت علی اکبرؑ کی

شہادت کے بعد امام حسینؑ کو یکہ و تنہا دیکھ کر کسی اور انتہائی پیاس کے باوجود خیمے سے نکل پڑے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک خوب خیمہ تھی۔ آپ گھبرائے ہوئے انتہائی پریشانی کے عالم میں امام حسینؑ کی طرف دوڑے جاتے تھے۔ آپ کے کانوں کے گوشوارے پلٹے جاتے تھے۔ ابھی آپ امام حسینؑ کے نزدیک پہنچے تھے کہ فیض ابن ابی اسی بھی یا مانی ابن ثبیت غزنی نے گھوڑے پر سے جھک کر شہزادے کے سر مبارک پر تلوار لگائی اور آپ خاک و خون میں لٹنے لگے، یہاں تک کہ لڑائی جنت ہوئی۔
تورخ کاشانی اس شہید جنا کا نام اور نسب بتانے سے قاصر ہے
ہیں۔ (تاریخ التواریخ، ص ۲۹۴ طبع بیہی)۔

۱۸

حضرت علی اصغر علیہ السلام

آپ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے بیٹے، حضرت علیؑ علیہ السلام کے پوتے تھے۔ اور جب ستھہ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی مادر گرامی جناب رباب بنت امرو القیس بن عدی بن اوس قیس۔
علم ماشورا جب امام حسینؑ نے آواز استغاثہ بلند کی تو آپ نے اپنے کوچھلے سے گلا دیا۔ خیمہ میں رونے کا کبرام برپا ہوا اور امام حسینؑ فوراً پہنچے، پوچھا، بہن زینب! کیا بات ہے۔ جناب زینب نے واقعہ بیان کیا۔

امام حسینؑ علیہ السلام حضرت علی اصغرؑ کو آغوش میں لے کر قوم اشقیاء کے سامنے بلائے، اور با آواز بلند فرمایا کہ میرے اس بچے کی ماں کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔ یہ تین دن کا بھوکا اور پیاسا ہے۔ اسے تھوڑا سا پانی دے دو۔

سوال: آپ پر عمر سعد کے حکم سے خرطونے تیر سر شہر کمان میں جوڑ کر علی اصغرؑ کے گلے کو تاکا۔ فأنقلب الصبی علی یدای الامام تیر کا گنا تھا کہ حضرت علی اصغرؑ امام حسینؑ کے ہاتھوں پر منقلب ہو گئے۔

امام حسینؑ نے حضرت علی اصغرؑ کو خون چکڑ میں لے کر آسمان کی طرف پھرنیوں کی جانب پھینکا جایا۔ لیکن ان دونوں نے اس خونِ ناحق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر آپ نے اس بچے کے خون کو اپنے چہرے پر مل کر کہا۔ میں اسی طرح تانا رسول اللہؐ کی بارگاہ میں ہانڈ گا۔

انکار آسمان کہ ہے راسی زمین میں

اصغر تہارے خون کا ٹھکانا کیوں نہیں

تاجدارِ انسانیت

سید الشہداء جناب امام حسینؑ کی شہادت

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام، امیر المومنین حضرت علیؑ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ کے فرزند اور پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے نواسے تھے۔ آپ سہ شعبان ۶۱ھ کے مطابق ۹ جمادی ۶۲۶ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا جدِ طعنولیت پیغمبر اسلام، امیر المومنین کے زیرِ عاطفت گزرا۔ شہد ۶۱ھ میں امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ مدینہ منورہ میں عزت نشین ہو گئے۔ ۶۱ھ میں معاویہ نے آپ سے بیعت یزید یعنی چاہی۔ آپ نے اس کے کردار کے حوالے سے انکار کر دیا۔ جب ۶۲ھ میں معاویہ کے انتقال کے بعد یزید نے پھر بیعت کا سوال اٹھایا، اور لازماً قتل کئے جانے کی دھمکی دی۔ آپ نے مدینہ چھوڑا۔ چار ماہ تک میں قیام کے بعد آپ عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ خداتِ عصمت اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ دوسری عرم الحرام کو آپ کا ورود کر بلا میں ہوا۔ ساتویں سے آپ پر پانی بند کر دیا گیا۔ ادھ صبح ماشور سے عصر تک آپ کے تمام اعزاز اور اقربا، موالی اور اولاد

انکارِ بیعت فاسق کی پاداش میں تین دن کے محبوس کے اور پھیل سے قتل کر دیئے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا سشمار بچہ علیؑ اصغر تک نہ بچ سکا۔ یعنی آپ کا سارا خاندان اسلام کی خاطر اصول کی بھینٹ پڑھ گیا۔

جب آپ کا صیبن دمدگار کوئی نہ رہا اور کسی سے اس امر کی توقع نہ رہی کہ وہ اصول کی خاطر اسلام پر جان لگا دے گا، تو آپ خود میدان میں اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے نکل آئے۔ چنانچہ آپ کے جسم پر ایک ہزار ٹوسو کیا دن زخم لگائے گئے، اور آپ زمین پر تشریف لائے۔ نمازِ عصر کا وقت آچکا تھا، آپ سجدہ خالق میں گئے اور شمر کلعون نے آپ کا سر مبارک جدا کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

یہ واقعہ ۱۰ ارمحرم الحرام ۶۱ھ کے مطابق ۱۱ اکتوبر ۶۸۰ء کو مدینہ منورہ میں واقعہ کے لئے ملاحظہ ہو، چنانچہ ۶۸۰ء کو تشریف لائے۔ مؤلفہ حفیظہ

شہادتِ امام حسینؑ کے بعد:

(۱) تمام شہداء کے سر کاٹے گئے اور لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ (۲) آلِ محمد کے جموں کو آگ لگائی گئی (۳) صبح یا ندیم سرول کو نیزوں پر بٹھ کیا گیا، اور آلِ رسولؐ کو رسیوں میں باغھ کر ناقوں پر سوار کیا گیا (۴) آلِ محمد کو گود کے دربار میں داخل کیا گیا (۵) امام حسینؑ کے لب و دندان سے چھڑی کے ساتھ بے ادبی کی گئی (۶) آلِ رسولؐ کو قید خانہ میں بند کیا گیا (۷) ایک ہفتہ کے بعد آلِ رسولؐ قیدی کی صورت میں شام روانہ کر دیئے گئے (۸) آلِ محمدؐ سر برہنہ دربارِ شام میں داخل کئے گئے (۹) امام حسینؑ کے سر مبارک اور

لب و دندان کے ساتھ چھڑی سے بے لوثی کی گئی اداس پر جام شریب ڈالا گیا (۱۰) آل رسول قید خانہ شام میں بند کر دیئے گئے (۱۱) پھر ایک سال کے بعد رہا کر دیئے گئے (۱۲) واپسی میں لٹا ہوا قافلہ ۷۰ مسافر ساتھ لے کر نکلا پہنچا (۱۳) پھر وہاں سے روانہ ہو کر ۸ ریح لادال سلسلہ جو کوٹھارہ بنی ہاشم اور بیترا شہاب کو کھوکھرا اور امام حسین کی شخصیت سے محروم ہو کر بیمار کھلا امام زین العابدین کی زیر قیادت میں مدینہ منورہ پہنچا۔ آثار مدینہ دیکھ کر جناب اہم کلثوم نے کہا ہے

مدینة جدنا لا تقبلینا فبالحدیث والاحزان جئنا

اے میرے نانا کے مدینے ہم تیرے قبول کئے جانے کے قابل نہیں۔

اسے ہم حسرتوں اور غم و اندوہ کے مارے ہوئے ہیں (۱۴) مدینہ میں آل رسول کی آمد کی خبر پہنچی اور تمام اہل مدینہ سر پو یا رہنے بیرون شہر تک آکر اپنے نبی کی لٹی ہوئی آل اولاد کو گریہ و ماتم کے ساتھ لے گئے۔

فریاد و فغان کا یہ عالم تھا کہ کئی دن تک آگ روشن کرنے کا کسی کو پیش نہ تھا۔ ام المومنین جناب اہم سلمہ صاحبہ حضرت زینب ماتم کلثوم کو گریہ سنانے کے لئے آئیں تو ان کے ایک ہاتھ میں فاطمہ صغریٰ کا ہاتھ تھا اور دوسرے ہاتھ میں آنحضرت مسلم کی دی ہوئی وہ شیشی تھی جس میں خاک کربلا تھی اور دوزخ ماشورا خون جو چکی تھی۔

ان شہداء نے کربلا کے اسماء گرامی جن کے تذکرے کتب تواریخ سیر اور مقاتل میں ملتے ہیں

یہ اسماء ان شہداء کے علاوہ ہیں جن کے حالات لکھے گئے ہیں

ردیف نمبر شمار	اسمائے شہداء نے کرام	حالات کتب
۱	ابراہیم بن حسین اسدی	تمام زخار
۲	الورد جانی	ریاض الشہادت
۳	ابو بکر بن علی	" "
۴	ابو عمارہ	سیر الامم
۵	احمد بن محمد بن عقیل	ناخ التواریخ
۶	ابراہیم بن مسلم (شہید کوفہ)	" "
۷	ابراہیم بن حسین	" "
۸	ابراہیم بن علی	" "
۹	احمد بن حسن	سیر الامم
۱۰	اشعث بن سعد	ریاض الشہادت
۱۱	انس بن کاہل اسدی	زیارت نایبہ

ردیف	نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالہ کتب
	۱۲	ابوالخوف انصاری	البصائر العین
ب	۱۳	بدایین معتقل جعفی	جلالہ العیون
	۱۴	بکرم بن الحی التیمی	البصائر العین
ج	۱۵	جابر بن حجاج تمیمی	"
	۱۶	جریج بن ابی حمید فیضی	زیارتِ نایبہ
	۱۷	جویر بن مالک منبہی	"
ح	۱۸	حطیبہ بن ولاد	ریاض الشہادت
	۱۹	حماد بن انس	"
	۲۰	حرف ابن امر القیس کنڈی	البصائر العین
	۲۱	حرف غلام حمزہ	"
	۲۲	جباب بن عامر تمیمی	"
	۲۳	حبشی بن قیس تمیمی	"
س	۲۴	رافع غلام مسلم ازری	"
س	۲۵	زاہر غلام عمرو بن الحنفی	زیارتِ نایبہ
	۲۶	زیاد بن مظاہر	ناخ التواریخ و
	۲۷	زید بن مظاہر	فرہنگ غلابرتی

ردیف	نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالہ کتب
	۲۸	زیاد بن ہباج کندی	جلالہ العیون
	۲۹	زیاد بن شعبان	"
	۳۰	زید بن ثابت	زیارتِ نایبہ
س	۳۱	سالم بن مدینہ کلی	"
	۳۲	سعد بن حرث انصاری	البصائر العین
	۳۳	سوار بن منعم	"
	۳۴	سعد غلام حضرت علیؑ	ریاض الشہادت
	۳۵	سیدہ غلام عمر بن خالد	زیارتِ نایبہ
	۳۶	سیمان غلام امام حسینؑ	اسرار الشہادت
ص	۳۷	سیف بن ابی حرث	تمام
ش	۳۸	شیبہ ابن حارث	اسرار الشہادت
	۳۹	شرح بن جده اللہ تمیمی	زیارتِ نایبہ
	۴۰	شیث بن جده اللہ نیشلی	"
ط	۴۱	طراخ بن عدی	دمعہ ساکبہ
ظ	۴۲	جمیر ابن حسان اسدی	ریاض الشہادت
ع	۴۳	عمر بن خالد الازدی و خالد بن عمر	روضۃ الشہداء

ردیف نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالہ کتب
۴۴	عبد الرحمان ارجبی	زیارتِ ناجیہ
۴۵	عبد اللہ بن عمر	تقام
۴۶	عبد اللہ الاکبر بن عقیل	سیر الاخرہ
۴۷	عبد اللہ ثانی بن علی	"
۴۸	عبد اللہ بن یعطر	الصار العین
۴۹	عبد اللہ بن بشیر	"
۵۰	عبد اللہ ابن یزید	"
۵۱	عبد الاعلیٰ یزید کلبی	"
۵۲	عبد اللہ بن شیبث	"
۵۳	عبد الرحمن بن جدرہ	الصار العین
۵۴	علیٰ بن مظاہر الاسدی	ناسخ التاریخ
۵۵	عبد الرحمن بن مسعود تمیمی	الصار العین
۵۶	عبد اللہ بن عبد اللہ بن جعفر	تقام
۵۷	عقبہ بن صلحتمنی	الصار العین
۵۸	علیٰ بن عقیل	تقام
۵۹	عمر بن اعدوث	زیارتِ ناجیہ

ردیف نمبر شمار	اسمائے شہدائے کرام	حوالہ کتب
۶۰	عمر بن کعب	ع
۶۱	عمر بن علی	ع
۶۲	عمر بن مطاع	ع
۶۳	عمر بن حسان طانی	ع
۶۴	عمر بن مشیو	ع
۶۵	عمارہ بن صلحتم ازدی	ع
۶۶	عمار بن ابی سلامہ جدالی	ع
۶۷	عمون بن علی	ع
۶۸	انعم ترکی مسمی قلوب	غ
۶۹	فضل بن علی	ف
۷۰	فضل بن عباس عطارد	ف
۷۱	فیروزان غلام امام حسن	ف
۷۲	قاسم بن عباس عطارد	ف
۷۳	قاسم بن عبید ازدی	ف
۷۴	قرۃ غلام عمر	ف
۷۵	قصب بن عمر	ف

حوالہ کتب	اسمائے شہدائے کرام	ردیف نمبر شمار
ریاض الشہادت	قیس بن مہبہ	۷۶ ق
زیارت تاجہ	قیس بن مہر صیداوی	۷۷
ریاض الشہادت	قیس بن ریح	۷۸
ابصار العین	مجمع بن زیاد جہنی	۷۹ م
تاریخ التوارخ	مالک بن داؤد	۸۰
ابصار العین	مقطب بن زہیر	۸۱
تاریخ التوارخ	مطی بن علی	۸۲
// // //	مالک بن اوس	۸۳
تمام کتابوں میں	مسلم بن عقیل (شہید کوفہ)	۸۴
ریاض الشہادت	محمد بن انس بن ابودجانہ	۸۵
مقاتل الطالبین	محمد بن بشیر خضری	۸۶
ریاض الشہادت	محمد بن مقدار	۸۷
مجالس مہجہ	مرتضیٰ	۸۸
تاریخ التوارخ	محمد بن مطاع	۸۹
روضۃ الشہداء	مصعب بن عمیر	۹۰
زیارت تاجہ	محمد غلام امام حسین	۹۱
ابصار العین	نصر غلام حضرت علی	۹۲ ن
// // //	واضح، حرث کاغلام	۹۳ و
ریاض الشہادت	وقاص ابن مالک	۹۴
کتاب فرہنگ خدا پرستی	ہاشم بن عقبہ	۹۵
ابصار العین	ہانی بن عروہ مرادی و ابن کثیر شہید کوفہ	۹۶
جلاء السیون	ہلال بن جراح	۹۷
تاریخ التوارخ	یحییٰ بن کثیر	۹۸ ی
ابصار العین	یزید ابن جبیط عبدی	۹۹
// // //	یزید بن محفل	۱۰۰
جلاء السیون	یزید بن حصین ہمدانی	۱۰۱

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان



۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
version

لیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

www.ziaaraat.com

SABEEL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL USE